مُعاشرتی عُلوم

برائے جماعت پنجم

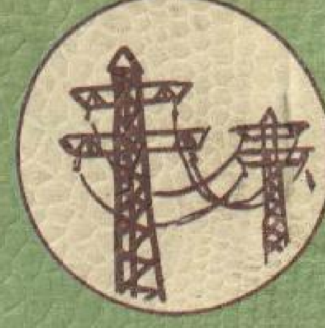


پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور



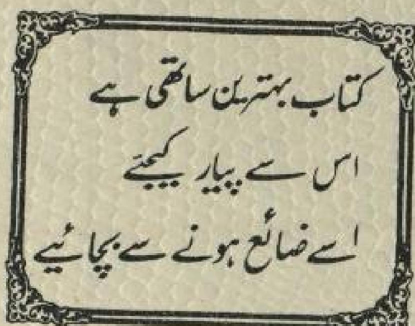










اپیل

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ایک قومی ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ کے لیے معیاری اور سستی نصابی کُتب بروقت مہیا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ جعل ساز ناجائز منافع کے لیے بورڈ کی شائع کردہ کُتب کے جعلی ایڈیشن گھٹیا کاغذ پر ناقص طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بورڈ کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ طلبہ اور والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ ایسی کُتب کی اطلاع بورڈ کو دیں تاکہ ضروری سدِباب کیا جاسکے۔ بورڈ کی نصابی کتابوں کی نشاندہی بورڈ کے اس نشانِ خصوصی سے ہوتی ہے جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

بورڈ کی کتابوں کے علاوہ طلبہ اضافی کُتب خریدنے کے پابند نہیں ہیں۔

جماعت پنجم کے لیے صرف درج ذیل کُتب ہی جائز ہیں۔

1 — اُردو کی پانچویں کتاب
2 — دینیات
3 — معاشرتی عُلوم
4 — ابتدائی سائنس
5 — ریاضی

سید فضل حسین
چیئرمین
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
21-ای- 2 -گلبرگ-3 - لاہور

مُعاشرتی عُلُوم

برائے جماعت پنجم



پبلشرز : کتب خانہ انجمن حمایتِ اِسلام ، لاہور

برائے : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن (تجرباتی)	اشاعت	تعداد
مارچ 1989ء	اوّل	دوم	112,000

تیّارکردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور
نظرثانی شُدہ قومی ریویو کمیٹی ، وفاقی وزارتِ تعلیم ، حکومتِ پاکستان
(قومی کمیٹی برائے جائزہ کتبِ نصاب کی تصیح شدہ)

مُصنّفین

ڈاکٹر فیروزہ یاسمین
مسز زرینہ اشرف
بشیرالدّین ملک

مُدیر

بشیرالدّین ملک

نگران

حفصہ جاوید
سبطِ حسن شاہنواز

کاتب : عبدالمتین

آرٹسٹ : محمّد اسلم کھوکھر عبدالرحیم لالہ

پروسس : گیلانی پروسس ، لاہور

ناشر : کُتب خانہ انجمن حمایتِ اسلام ، لاہور
مطبع : حمایتِ اسلام پریس ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا نام ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ ہے۔

مَیں پانچویں جماعت میں ہُوں۔

یہ میری معاشرتی علوم کی کتاب ہے۔

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ



محلِّ وقوع

دُنیا میں سات بڑے بڑے خشکی کے قطعے ہیں ۔ اِن قطعوں کو " برِّاعظم " کہتے ہیں۔ اِن کے نام ایشیا، یورپ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور انٹارکٹکا ہیں۔ پاکستان دُنیا کے سب سے بڑے برِّاعظم ایشیا میں واقع ہے۔

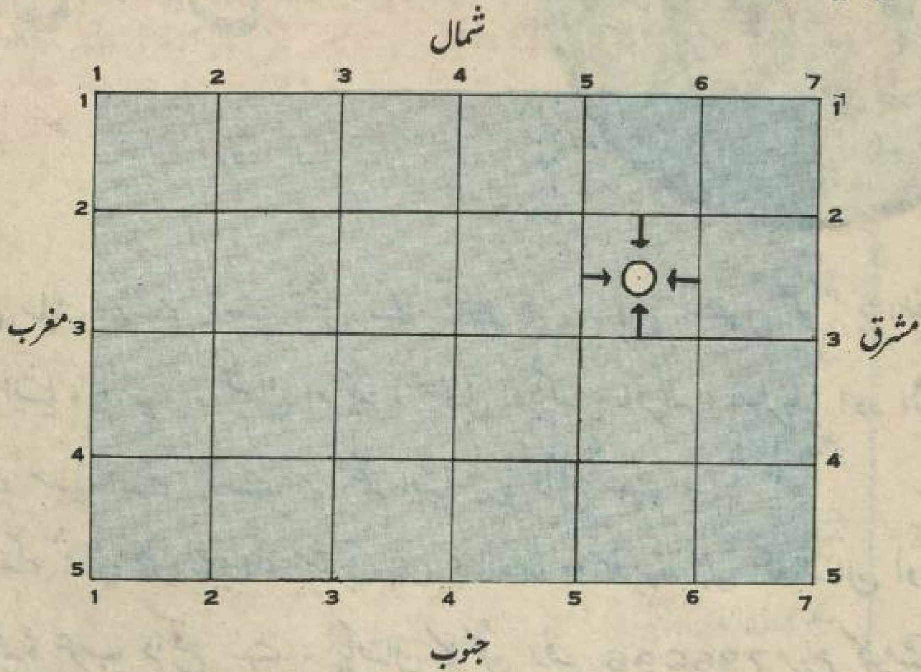
پاکستان کے شمال میں چین، مشرق میں بھارت، مغرب میں افغانستان اور ایران اور جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ پاکستان کا کُل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر ہے۔

خطوطِ طُول بلد اور خطوطِ عرض بلد

خطوطِ طُول بلد اور خطوطِ عرض بلد وہ فرضی خطوط یا لائنیں ہیں جو گلوب پر یا نقشے پر کسی جگہ یا مقام کا محلِّ وقوع جاننے کے لیے کھینچی جاتی ہیں۔ وُہ خطوط جو مشرق سے مغرب کی طرف کھینچے جاتے ہیں عرض بلد اور جو شمال سے جنوب کی طرف کھینچے جاتے ہیں طُول بلد کہلاتے ہیں۔

مذکورہ بالا خطوط کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے اُستاد صاحب بچّوں کو ایک بہت بڑے میدان میں لے گئے۔ میدان کے کسی حصّہ میں اُستاد صاحب نے گیند رکھی ہوئی تھی۔ انھوں نے دُور سے ہاتھ کے اشارے سے ایک لڑکے کو گیند اُٹھا کر لانے کو کہا مگر جب وہ بہُت کوشش کے باوجود بھی ناکام رہا تو اُستاد صاحب نے اُسے واپس بُلا لیا۔

دُوسرے لڑکے کو اُستاد صاحب نے حکم دیا کہ مشرق سے مغرب کی طرف دس دس قدم کے فاصلے پر نشان لگائے اور نشانات کو چھڑی کے ذریعے مشرق سے مغرب کی طرف آپس میں مِلا دے۔ پھر تیسرے لڑکے کو اسی قِسم کا عمل شمال سے جنوب کی طرف کرنے کے لیے کہا۔ بچّوں نے دیکھا کہ ایک خانوں والا جال بن گیا ہے۔ تمام لائنوں پر نمبر لکھ دیے گئے جیسا کہ مندرجہ ذیل شکل میں دکھایا گیا ہے۔



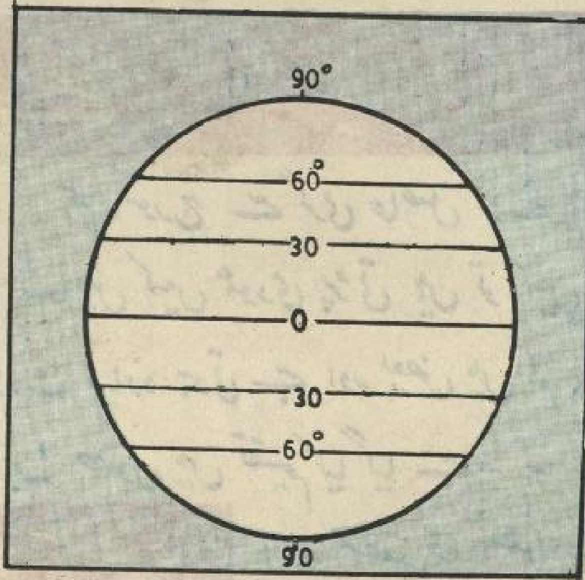
اُستاد صاحب نے پھر ایک خانے میں گیند رکھ کر کہا کہ لائن نمبر 2 اور لائن نمبر 3 جو کہ مشرق سے مغرب کی طرف کھینچی گئی ہیں اور لائن نمبر 5 اور 6 جو شمال سے جنوب کی طرف کھینچی گئی ہیں جو آپس میں ایک دُوسرے کو کاٹتی ہیں اِن کے قریب گیند رکھی ہے اُٹھا لاؤ۔ بچّہ گیا اور ایک منٹ میں گیند ڈھونڈ لایا تو اُستاد صاحب بولے، دیکھا! ان خطوط یا لائنوں کی مدد سے گیند کتنی جلدی مِل گئی۔

خطوط عرض بلد

خطوطِ عرض بلد تعداد میں 180 ہیں۔ سب سے بڑا خط جو زمین کے گِرد شرقاً غرباً کھینچا ہُوا فرض کیا گیا ہے، اِسے خطِ استوا کہتے ہیں۔ خطِ استوا کا درجہ صفر مانا گیا ہے۔

90 درجے خطوطِ عرض بلد خطِ استوا کے شمال میں ہیں اور 90 درجے جنوب میں ۔ خطِ استوا کے شمالی حِصّے کو نِصف کُرہ شمالی اور جنوبی حصّے کو نِصف کُرہ جنوبی کہتے ہیں ۔ خطِ استوا سے کِسی جگہ کا فاصلہ بتانا ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ جگہ خطِ استوا کے شمال یا جنوب میں اِتنے خط عرض بلد پر واقع ہے ۔ اِس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ جگہ خطِ استوا سے اتنے درجے کے فاصلے پر واقع ہے

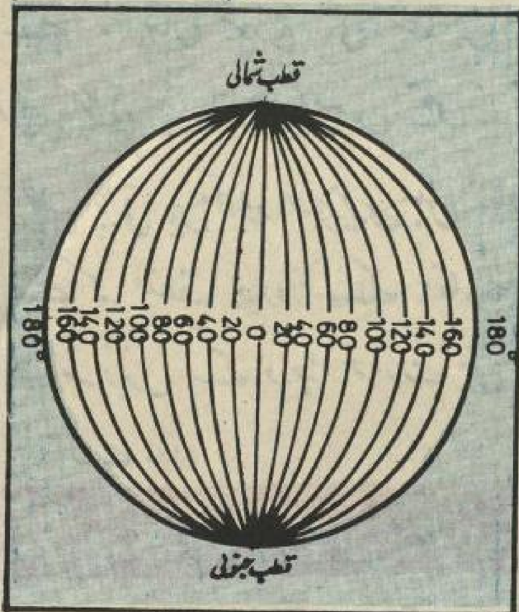
خطوط عرض بَلد



خطوط طول بلد :

خطوطِ طول بلد کے درجوں کا حساب انگلستان کے صدر مقام گرینچ سے لگایا جاتا ہے ۔ وہاں سے جو خط گزُرتا ہے ، اس کا درجہ بھی خطِ استوا کی طرح صِفر مانا گیا ہے ۔ یہ خطوط 360 ہیں ۔ 180 گرینچ کے مشرق میں اور 180 مغرب میں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شہر اتنے طول بلد پر واقع ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ شہر گرینچ سے مشرق یا مغرب کی جانب اتنے درجے طول بلد پر واقع ہے ۔

خطوط طُول بَلد



ان خطوطِ طول بلد اور خطوطِ عرض بلد کی مدد سے نقشے میں کسی جگہ کو تلاش کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے ۔ مثلاً کرۂ ارض پر پاکستان کا محلِ وقوع تلاش کرنا ہو تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ خطوطِ طول بلد اور خطوطِ عرض بَلد کی مدد سے اس کا محلِ وقوع آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے ۔

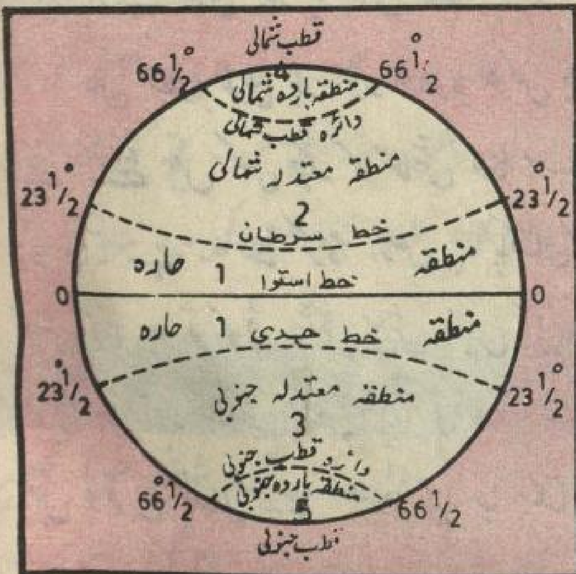
غور سے دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ پاکستان قریباً 24° شمالی عرض بلد سے 36.65° شمالی عرض بلد اور 61° مشرقی طول بلد سے 75.05° مشرقی طول بلد کے درمیان پھیلا ہُوا ہے۔

منطقے

ہم سورج سے گرمی حاصل کرتے ہیں۔ سُورج کُرّہ ارض پر جب چمکتا ہے تو اُس کی شعاعیں کہیں عمودی پڑتی ہیں تو کہیں ترچھی۔ اِس لیے دُنیا کے بعض حصّوں میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور بعض میں کم۔ حرارت کی کمی بیشی کے لحاظ سے کُرّۂ ارض کو مختلف حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ حصّے منطقے کہلاتے ہیں۔

1۔ منطقہ حارہ : یہ منطقہ خطِ استوا کے دونوں طرف خطِ سرطان اور خطِ جدّی کے درمیان واقع ہے۔ اِس منطقے میں سارا سال کہیں نہ کہیں سُورج کی شعاعیں عمودی پڑتی رہتی ہیں اس لیے یہاں قریباً سارا سال گرمی رہتی ہے۔

2 اور 3 منطقہ معتدلہ شمالی و جنوبی : خطِ سرطان اور دائرہ قطب شمالی کے درمیان کا علاقہ منطقہ معتدلہ شمالی اور خطِ جدّی اور دائرہ قطب جنوبی کا درمیانی علاقہ منطقہ معتدلہ جنوبی کہلاتا ہے۔ یہاں سُورج کی شعاعیں سارا سال ترچھی پڑتی ہیں تاہم گرمیوں میں شعاعیں کم ترچھی پڑتی ہیں اور سردیوں میں زیادہ۔ یہی وجہ ہے کہ منطقہ حارہ کے مقابلے میں گرمیوں اور سردیوں کے درجۂ حرارت میں خاصا فرق ہوتا ہے۔



حرارت کے لحاظ سے دُنیا کے منطقے

4 اور 5 منطقہ باردہ شمالی اور جنوبی

دائرہ قطب شمالی اور قطب شمالی کے

درمیان منطقہ باردہ شمالی اور دائرہ قطب جنوبی اور قطب جنوبی کے درمیان منطقہ باردہ جنوبی واقع ہے ۔

اشارات برائے اساتذہ : خطوط عرض بلد اور طُول بلد پڑھاتے وقت گلوب اور نقشہ کا استعمال کیا جائے ۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 ۔ برِ اعظم کسے کہتے ہیں ؟ دُنیا کے برِّ اعظموں کے نام لکھیں ۔

2 ۔ پاکستان کا محلِ وقوع بیان کریں ۔

3 ۔ خالی جگہ پُر کریں :

(i) پاکستان کا کُل رقبہ ________ مربع کلومیٹر ہے ۔

(ii) خطوطِ عرض بلد کی تعداد ________ ہے ۔

(iii) خطوطِ طُول بلد کی تعداد ________ ہے ۔

(iv) منطقہ حارہ خطِ استوا کے دونوں طرف خطِ ________ اور خطِ جدی کے درمیان واقع ہے ۔

4 ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں اور غلط کے آگے ✗ کا نشان لگائیں ۔

(i) ۔ خطِ استوا سے 24.50 درجے شمال میں گزرنے والے خط کو خطِ سرطان کہتے ہیں ۔

(ii) ۔ خطوطِ طُول بلد تعداد میں 360 ہوتے ہیں ۔

(iii) ۔ ہم سورج سے سردی حاصل کرتے ہیں ۔

(iv) ۔ خطوطِ عرض بلد کے درجوں کا حساب انگلستان کے صدر مقام برمنگھم سے لگایا جاتا ہے ۔

(v) ۔ خطِ استوا کا درجہ صفر مانا جاتا ہے ۔



سطح

پاکستان کی سطحِ زمین کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1 ۔ شمال مغربی پہاڑی علاقہ
2 ۔ سطحِ مُرتفع پوٹھوہار اور سطحِ مُرتفع بلوچستان
3 ۔ دریائے سندھ کا میدان
4 ۔ ساحلی علاقہ

1۔ شمال مغربی پہاڑی علاقہ

اگلے صفحے پر دیے گئے نقشے میں گہرے بُھورے رنگ سے جو علاقہ دکھایا گیا ہے، وُہ پاکستان کا شمال مغربی پہاڑی علاقہ ہے۔ پاکستان کے شمال میں بلند پہاڑوں کا سِلسلہ پھیلا ہوا ہے جسے کوہ ہمالیہ کہتے ہیں۔ اِس کے شمال اور شمال مغرب میں کوہِ قراقرم اور کوہِ ہندُوکش ہیں اور مغربی شاخوں میں کوہِ سلیمان اور کوہِ کھیرتھر شامل ہیں۔

قراقرم کے پہاڑ پاکستان کے شمالی علاقوں لدّاخ اور گلگت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ پہاڑ بہت بلند ہیں۔ ان کی چوٹیاں گرمیوں کے موسم میں بھی برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ اِنھیں پہاڑوں میں پاکستان کی سب سے بلند چوٹی کے۔ ٹو واقع ہے۔ یہ چوٹی دُنیا میں بلندی کے

لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے ۔

قراقرم کے پہاڑوں کے درمیان گلگت کی وادی ہے ۔ یہاں سردیوں میں تو بہت زیادہ سردی پڑتی ہے ۔ البتہ گرمیوں کا موسم بہت خوشگوار ہوتا ہے ۔ جا بجا کھلے ہُوئے جنگلی پھُول بہت خُوب صُورت دکھائی دیتے ہیں ۔

اِنھیں بلند پہاڑوں میں سے پاکستان کے فوجی نوجوانوں نے اپنے دوست ہمسایہ مُلک چین کی مدد سے پکّی سڑک بنائی ہے جِسے 'شاہراہِ قراقرم' یا 'شاہراہِ ریشم' کہتے ہیں ۔ اِس شاہراہ کی بدولت پاکستان اور چین کے درمیان تجارت میں اضافہ ہو رہا ہے ۔

مری اور ہزارہ کی پہاڑیاں

شمالی بلند پہاڑی سِلسلوں کے جنوب میں مری اور ہزارہ کی پہاڑیاں واقع ہیں ۔ مری، ایبٹ آباد ، نتھیا گلی ، ایوبیہ ، کاغان اور سوات جیسی خُوبصُورت وادیاں اِنھیں پہاڑیوں میں واقع ہیں ۔ اِن میں پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں ۔



کوہِ سلیمان کے پار جانے کے لیے قدرتی راستے ہیں جنھیں ہم 'درّے' کہتے ہیں۔ اِن میں درّہ خیبر، کرُم، ٹوچی، گومل اور بولان مشہور ہیں۔ اِس علاقے کی بیشتر تجارت انھیں درّوں کے راستے ہوتی ہے۔ کوہِ سلیمان کا سارا پہاڑی سلسلہ بنجر ہے۔

یہ سب پہاڑ بنجر ہیں۔ بارش کم ہونے کی وجہ سے یہاں زیادہ درخت نہیں اُگتے۔ البتّہ تھوڑی بہت گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں اُگتی ہیں جن پر بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ پہاڑوں کی وادیوں میں چھوٹے چھوٹے دریا بہتے ہیں۔ اِن دریاؤں کے قریبی علاقوں میں کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔

2- سطحِ مُرتفع

ایسے علاقے پاکستان میں دو حصّوں میں پائے جاتے ہیں۔

ا۔ سطحِ مُرتفع پوٹھوہار

ب۔ سطحِ مُرتفع بلوچستان

سطحِ مُرتفع پوٹھوہار: کوہِ نمک کا سِلسلہ مشرق میں دریائے جہلم سے لے کر مغرب میں دریائے سندھ تک پھیلا ہُوا ہے۔ اس سِلسلے کے شمال میں پوٹھوہار کی سطحِ مُرتفع واقع ہے۔ اِس میں جہلم، راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع شامل ہیں۔

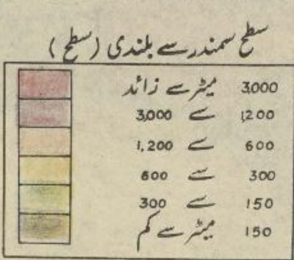
پوٹھوہار کی سطحِ زمین برساتی نالوں اور بارش سے کٹی ہُوئی ہے۔ یہ زمین کہیں سے نرم اور کہیں سے سخت پتھریلی ہے۔ کہیں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور کہیں پانی کی کاٹ سے کھڈ بن گئے ہیں اور زمین ٹُوٹ پھُوٹ گئی ہے۔ اِس لیے زمین کاشت کے لیے اچھّی نہیں ہے۔ البتّہ پہاڑی علاقوں میں معدنیات مِلتی ہیں۔

سطحِ مُرتفع بلوچستان: سطحِ مُرتفع بلوچستان، کوہِ سلیمان اور کوہِ کھیرتھر کے مغرب کی

پاکستان

سطح اور معدنیات

کلومیٹر 200 100 0 50 100 کلومیٹر



معدنیات

کوئلہ	
کچا لوہا	
کرومائیٹ	
معدنی نمک	
معدنی تیل	
قدرتی گیس	
جپسم	
چونے کا پتھر	
سنگِ مرمر	
چینی مٹی	
سیلیکا	

طرف واقع ہے ۔ اس کی سطح پتھریلی اور ریتلی ہے ۔ خشک پہاڑیوں کا سلسلہ شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف پھیلا ہُوا ہے ۔ اِن پہاڑی سِلسلوں کو چاروں طرف سے بلند پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے ۔

اِس سطح مرتفع کے وسط میں نمکین پانی کی ایک جھیل ہے جس میں چند ندی نالے آ کر گرتے ہیں ۔ یہاں کی آب و ہَوا گرمیوں میں گرم خشک اور سردیوں میں سرد خشک ہے ۔ بارش بہت کم ہوتی ہے ۔ تاہم جہاں پانی دستیاب ہے وہاں کنوئیں ، جنھیں کاریز بھی کہتے ہیں، بنا لیے گئے ہیں ۔ اِن سے کھیتوں کو پانی مہیّا کیا جاتا ہے ۔

کوئٹہ ، چمن اور زیارت صحت افزا مقامات ہیں ، یہاں پھلوں کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

3- میدانی علاقہ

اِس وسیع میدان کو دو حِصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔

ا ۔ دریائے سِندھ کا بالائی میدان ۔
ب ۔ دریائے سِندھ کا زیریں میدان ۔

ا- دریائے سندھ کا بالائی میدان : یہ میدان پاکستان کی مشرقی سرحد سے مغرب کی طرف کوہِ سلیمان تک اور شمال میں سطح مُرتفع پوٹھوہار سے جنوب میں ضلع بہاولپور کی سرحد تک پھیلا ہُوا ہے ۔ اِس علاقے کو دریائے سِندھ ، دریائے جہلم ، دریائے چناب ، دریائے راوی اور دریائے ستلج سیراب کرتے ہیں ۔ یہ ایک ہموار میدان ہے ۔ یہ میدان دریاؤں کی لائی ہوئی زرخیز اور نرم مٹّی سے بنا ہے ۔ اِس میدان کی ڈھلان بتدریج کم ہونے کی بدولت ، دریا آہستہ آہستہ بل کھاتے ہوئے بہتے ہیں ۔ گرمیوں کے موسم میں پہاڑوں پر برف پگھلنے سے اور برسات کے دنوں میں زیادہ بارش ہونے سے اِن دریاؤں میں بعض اوقات اِتنا پانی

آجاتا ہے کہ سیلاب آجاتے ہیں ۔ دریاؤں کا پانی کناروں سے باہر نکل کر جہاں جہاں پُہنچتا ہے ، وہ حِصّہ کھادر کہلاتا ہے ۔ کھادر کا علاقہ کھیتی باڑی کے لیے بہت ہی مفید ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ دریاؤں کا درمیانی علاقہ جسے دوآبہ کہتے ہیں ، وہ بھی کھیتی باڑی کے لیے موزوں ہے ۔

میدانی علاقے کی آب و ہوا گرمیوں میں گرم اور مرطوب اور سردیوں میں سرد اور خُشک ہے۔ پنجاب کے مشرقی علاقوں میں بارش 375 مِلی میٹر سالانہ ہے جو فصلوں کی کاشت کے لیے کافی نہیں ہے۔ بارش کی اِس کمی کو دریاؤں سے نہریں نکال کر پُورا کیا گیا ہے۔ اِس میدانی حِصّے میں نہروں کا جال بچھا ہُوا ہے ۔ اِس طرح نہروں کے ذریعے پانی اُن علاقوں تک بھی پہنچ گیا ہے جہاں کچھ سال پہلے کھیتی باڑی کرنا قریبًا ناممکن تھا۔ ہموار میدان ہونے کی وجہ سے آمد و رفت میں بھی کوئی مشکل نہیں ہوتی ۔

ب ۔ دریائے سِندھ کا زیریں میدان : صُوبہ پنجاب کا جنُوبی حصّہ اور صُوبہ سِندھ، "دریائے سندھ کا زیریں میدان" کہلاتا ہے ۔ یہ بھی ہموار میدان ہے ۔ اِس علاقے کو دریائے سِندھ سیراب کرتا ہے ۔

اِس میدانی علاقے کا مغربی حِصّہ مشرقی حِصّے کی نسبت بلند ہے ۔ مشرقی حِصّہ ریتلا ہے ۔ کوٹڑی ، سکھر اور گدو کے قریب دریائے سِندھ پر بند باندھ کر بہت سی نہریں نکالی گئی ہیں ۔ لہٰذا یہ علاقے بھی سرسبز و شاداب ہو گئے ہیں ۔

سِندھ کے زیریں میدان کے مشرقی حِصّے کو 'تھر' بھی کہتے ہیں ۔

دریائے سِندھ کے میدان کا یہ حصّہ بھی نرم اور زرخیز مٹی سے بنا ہُوا ہے ، مگر بارش کم ہونے کی وجہ سے یہاں کی زمین مدّتوں بیکار پڑی رہی اور لوگ خانہ بدوشوں کی زندگی گزارتے اور بھیڑیں بکریاں پال کر گزارہ کرتے رہے ۔ مگر اب نہروں کی بدولت کچھ حصّہ سرسبز اور شاداب ہوگیا ہے ۔ اب ان علاقوں میں گیہوں ، دھان اور کپاس کاشت کیے جاتے ہیں ۔

4 ساحلی علاقے

صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کے ساتھ بحیرہ عرب واقع ہے۔ بحیرہ عرب کے ساحل کے ساتھ ساتھ میدانی علاقہ واقع ہے، اِسے ساحلی میدان کہتے ہیں۔ ساحلی میدان کی چوڑائی کم ہے۔ یہاں سمندری لہروں کا پانی اندر بھی آجاتا ہے۔ ناریل کے درختوں کے جُھنڈ کہیں کہیں دکھائی دیتے ہیں۔

اشارات برائے اساتذہ : پاکستان کی سطح، پاکستان کے بڑے نقشے کی مدد سے پڑھائی جائے۔

سوالات

1 — سطح مرتفع پوٹھوہار اور سطح مرتفع بلوچستان میں کون کون سی چیزیں آپس میں ملتی ہیں، تفصیل سے لکھیں۔

2 — دریائے سندھ کے بالائی اور زیریں میدان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

3 — خالی جگہ پُر کریں :

(i) پاکستان کی سطح کے ________ حصے ہیں۔

(ii) کوہ ہمالیہ کا سِلسلہ پاکستان ________ میں ہے۔

(iii) پاکستان کی سب سے بلند چوٹی ________ ہے۔

(iv) قراقرم کے پہاڑوں کے درمیان ________ کی وادی ہے۔

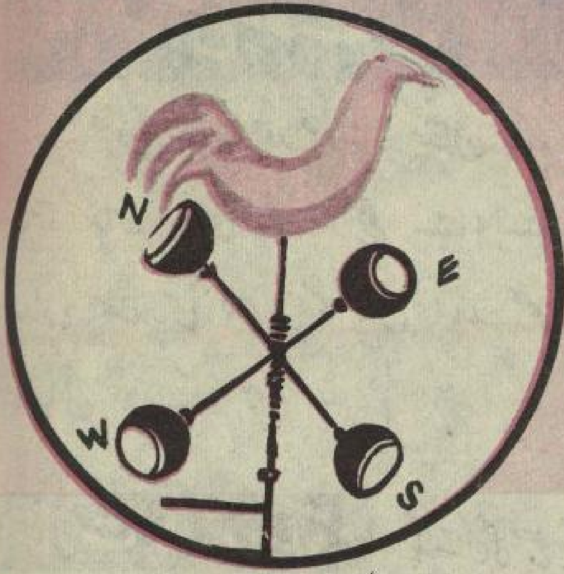
4 — غلط یا صحیح پر نشان لگائیں :

(i) پاکستان اور چین نے مِل کر شاہراہِ ریشم کی تعمیر کی ہے۔ ص / غ

(ii) کوئٹہ، چمن اور زیارت سطح مرتفع پوٹھوہار کے علاقے ہیں۔ ص / غ

(iii) دو دریاؤں کا درمیانی علاقہ کھادر کہلاتا ہے۔ ص / غ

(iv) پاکستان کے تین صوبوں کی سرحدیں سمندر سے ملتی ہیں۔ ص / غ



آب و ہوا

ہم دیکھتے ہیں کہ سارا سال موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ کبھی گرمی پڑتی ہے تو کبھی سردی۔ کبھی موسمِ بہار آ جاتا ہے تو کبھی موسمِ برسات۔ موسموں کی اس مجموعی کیفیت کا نام آب و ہوا ہے۔

پاکستان ایک بڑا مُلک ہے، اس لیے یہاں کے مختلف علاقوں میں موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ مثلاً اگر میدانی علاقے میں گرمی پڑ رہی ہو تو کچھ لوگ مری، نتھیا گلی، ایبٹ آباد سوات، زیارت اور کوئٹہ جیسے مقامات پر چلے جاتے ہیں کیونکہ بلندی کی وجہ سے وہاں موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ اِسی طرح سردیوں میں پنجاب کی آب و ہوا سرد اور خُشک ہوتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں اس موسم میں نہ صرف سخت سردی پڑتی ہے بلکہ برفباری بھی ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں کراچی کی آب و ہَوا سمندر کے قریب ہونے کی بدولت معتدل رہتی ہے۔ اِسی طرح برسات کے موسم میں بارش کی مقدار مختلف علاقوں میں مختلف ہے، لیکن مجموعی طور پر پاکستان میں بارش کم ہوتی ہے۔

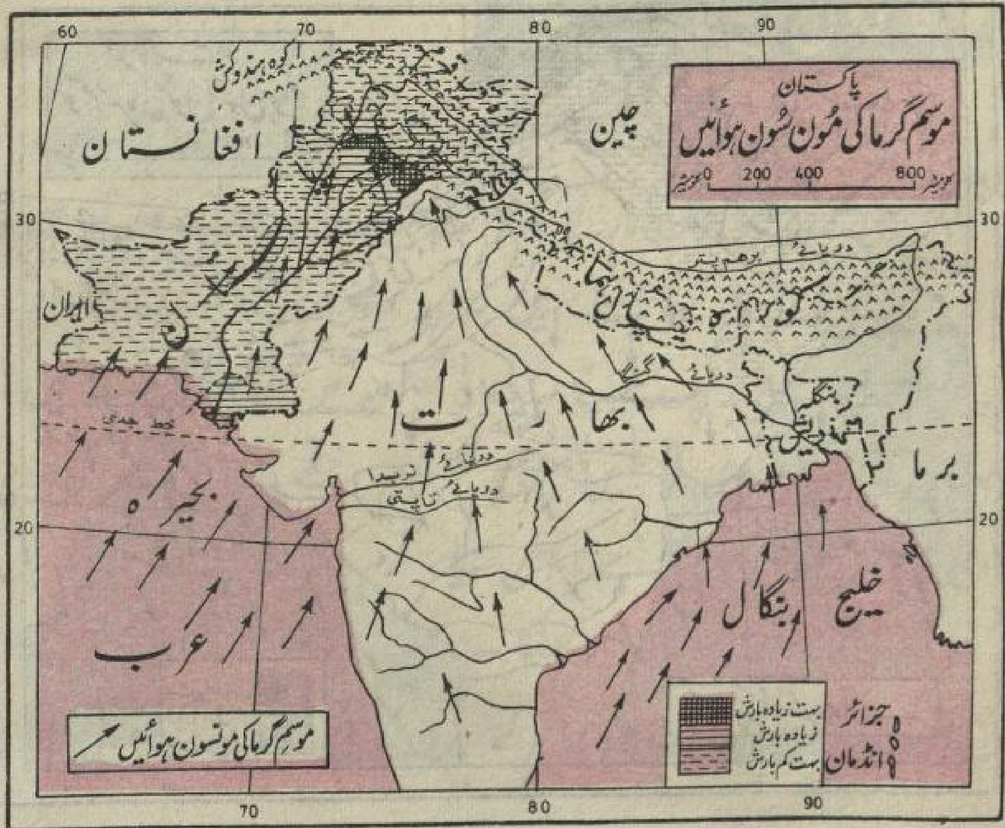
پاکستان ایک وسیع مُلک ہونے کی وجہ سے اِس کے مختلف علاقوں میں بارش اور درجۂ حرارت کا فرق ہے۔ گرمیوں میں ہَوائیں سمندر سے خشکی کی طرف چلتی ہیں اور سردیوں میں خُشکی سے سمندر کی طرف۔ کیونکہ یہ ہوائیں موسموں کے اختلاف سے پیدا ہوتی ہیں، اس لیے

انھیں موسمی یا مون سون ہوائیں کہتے ہیں۔

موسمِ گرما کی مون سون ہوائیں

پاکستان میں موسمِ گرما کی بارش مون سون ہواؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ ہوائیں گرمیوں میں سمندر سے خُشکی کی طرف چلتی ہیں۔

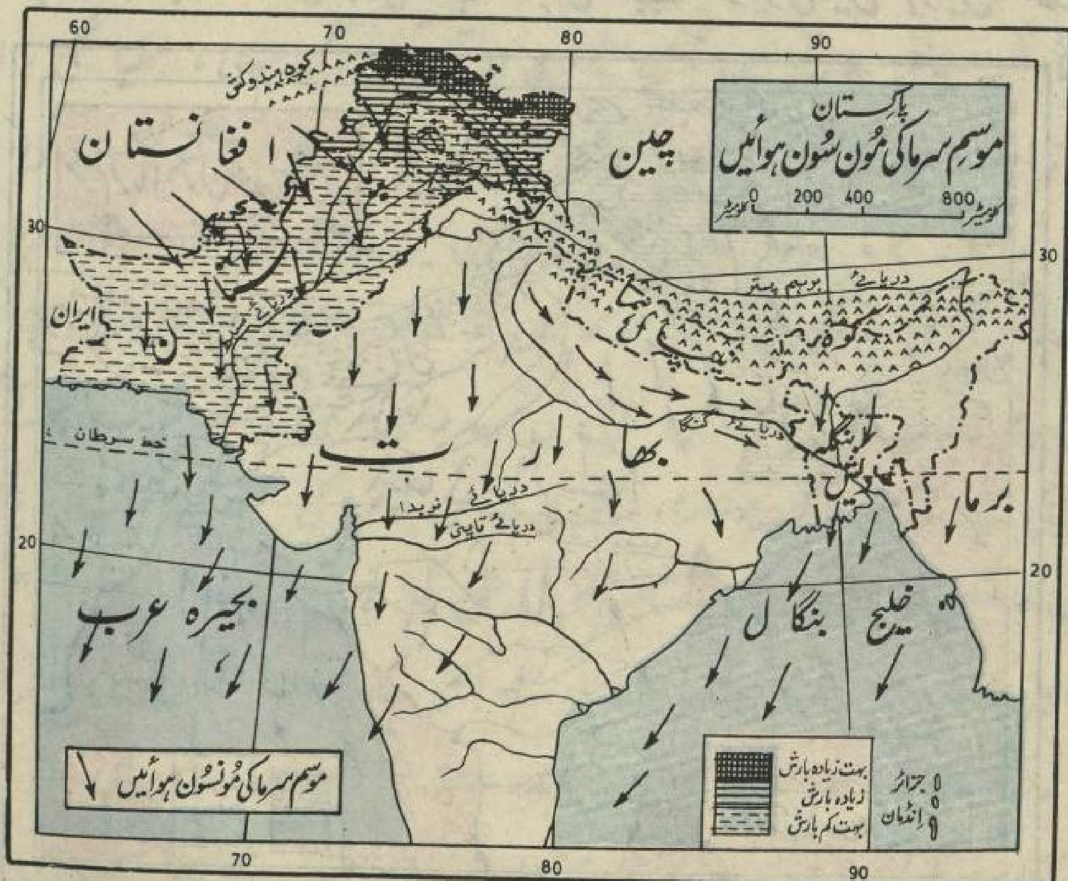
اِن ہواؤں کے چلنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کا زیادہ حِصّہ خُشکی پر مشتمل ہے، جس کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ اپریل، مئی اور جون میں ہمارے ملک میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ دن کے وقت درجۂ حرارت کافی بڑھ جاتا ہے۔ جس سے ہَوا بھی گرم ہو جاتی ہے۔ گرم ہوا چونکہ ہلکی ہوتی ہے اِس لیے یہ اُوپر اُٹھنا شروع کر دیتی ہے۔ اِس کے برعکس خلیج بنگال اور بحیرۂ عرب میں درجۂ حرارت کم ہوتا ہے اور ہَوا ٹھنڈی ہوتی ہے۔ اِس لیے گرمیوں میں ہَوائیں سمندر سے



خشکی کی طرف چلتی ہیں ۔ چونکہ یہ ہَوائیں سمندر سے آتی ہیں اِس لیے نمی سے بھرپور ہوتی ہیں ۔ کوہ ہمالیہ اِن ہَواؤں کے راستے میں حائل ہے جس کی وجہ سے اِن کا رُخ شمال کی بجائے مشرق سے مغرب کی طرف ہو جاتا ہے ۔ یہی ہوائیں پاکستان کے شمال مشرقی حصّے میں زیادہ اور جنوب مغربی حصّے میں نسبتاً کم بارش برساتی ہیں ۔

موسمِ سرما کی مون سون ہوائیں

دسمبر ، جنوری اور فروری کے مہینوں میں سُورج کی شعاعیں پاکستان کے علاقے پر ترچھی پڑتی ہیں ، زمینی علاقے کی ہَوا سرد ہوکر ٹھنڈی اور بھاری ہو جاتی ہے ۔ اس کے برعکس پانی دیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے، اس لیے وہاں کی ہَوا نسبتاً گرم اور ہلکی ہوتی ہے ، لہٰذا ہوائیں اپنے چلنے کے اُصول کے مطابق خُشکی سے سمندر کی طرف چلنا شروع کر دیتی ہیں ۔ چونکہ یہ ہَوائیں خشکی کی طرف سے آتی ہیں ، اِس لیے اِن میں نمی نہ ہونے کی وجہ سے بارش



نہیں ہوتی ، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کا موسم سردیوں میں سرد اور خشک ہوتا ہے ۔

گرد باد

کئی دفعہ بعض جگہوں پر ہَوا گول گول چکرّوں میں بھی چلتی ہے جسے ہم بگولہ کہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ چکر کلومیٹروں تک پھیلے ہُوئے ہوں تو اُنھیں گرد باد کہتے ہیں ۔

بعض اوقات کسی خاص مقام پر تیز دُھوپ کی وجہ سے درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے تو وہاں ہَوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے ۔ لیکن اِس کے مقابلے میں اِرد گرد کے علاقے میں ہَوا کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے ۔ ایسی صُورت میں ہوائیں کم دباؤ والے علاقے کی طرف تیزی سے چلنا شرُوع کر دیتی ہیں ۔ یہاں پہنچ کر ہوائیں گرم ہو کر اُوپر کی طرف اُٹھتی ہیں اور ٹھنڈی ہو کر بارش برساتی ہیں ۔ ایسی بارش کو گرد باد کی بارش کہتے ہیں ۔

آب و ہَوا کا لوگوں کی زندگی پر اثر

آب و ہَوا پاکستان کے لوگوں کے رہن سہن پر اثر انداز ہوتی ہے ۔ گرمیوں میں جب سخت گرمی پڑتی ہے تو لوگ مارے گرمی کے بے حال ہُوئے جاتے ہیں ۔ ہلکی پُھلکی غذا کھاتے ہیں اور باریک کپڑے پہنتے ہیں ۔ اِن دِنوں پانی ، مشروبات اور برف کا اِستعمال بڑھ جاتا ہے ۔ چرند پرند سب سایہ دار جگہوں میں دوپہر گزارتے ہیں ۔ سردیوں میں میدانی علاقوں میں سخت سردی تو نہیں پڑتی مگر گرم خطّے میں رہنے کی وجہ سے لوگوں کو سردی زیادہ محسوس ہوتی ہے ، اِس لیے گرم کپڑے پہنتے ہیں ۔ اِن دِنوں گرم گرم چائے اور قہوہ کا اِستعمال عام ہو جاتا ہے ۔

گرمیوں اور سردیوں میں آب و ہَوا کے فرق کا اثر پاکستان کی زراعت پر بھی نمایاں

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرمیوں میں پیدا ہونے والی فصلیں سردیوں میں پیدا ہونے والی فصلوں سے مختلف ہیں۔

آب و ہوا کا اثر لوگوں کی صحت پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کی فضا وہاں کی صنعتوں اور ذرائع آمد و رفت کے دھوئیں کی وجہ سے خاصی حد تک آلودہ ہو رہی ہے جس سے لوگوں کی صحت پر خاصے بُرے اثرات پڑ رہے ہیں۔

موسم کو خُوشگوار بنانے کے لیے ہمیں مزید درخت لگانے کی ضرورت ہے اس مقصد کے لیے دریاؤں، نہروں، سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے کناروں پر درخت لگائے جا سکتے ہیں۔

اشارات برائے اساتذہ : نقشہ کی مدد سے پڑھایا جائے۔

سوالات

1۔ آب و ہوا کسے کہتے ہیں؟

2۔ مون سون ہواؤں کے بارے میں مختصر بیان کریں۔

3۔ گرد باد کسے کہتے ہیں مختصراً بیان کریں۔

4۔ آب و ہوا کا لوگوں کی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے؟



آبادی اور پیشے

اِنسان زیادہ تر زمین کے اس حِصّے میں آباد ہیں جہاں ضروریاتِ زندگی آسانی سے میسّر آتی ہیں۔ خوراک، لباس اور رہائش ہماری بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ روٹی حاصل کرنے کے لیے ہمیں اناج کی ضرورت ہوتی ہے۔ اناج حاصل کرنے کے لیے فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ پس ایسے علاقوں میں آبادی زیادہ ہوتی ہے جہاں کاشت کاری کی سہُولتیں میسّر ہیں۔ یہ علاقے نہ صرف اپنے ہاں کے رہنے والوں کے لیے اناج پیدا کرتے ہیں بلکہ ان علاقوں کی بھی ضرورت پُوری کرتے ہیں، جہاں اناج کم پیدا ہوتا ہے۔

دُوسرے، وہ علاقے جو انسان کے لیے کپڑا اور دُوسری مصنوعات تیّار کرتے ہیں، صنعتی علاقے کہلاتے ہیں۔ کارخانوں میں کام کرنے کے لیے بہت سے کاریگروں کی ضرُورت ہوتی ہے۔ پھر تیّار شُدہ مال کی نقل و حمل کے لیے بھی زیادہ افراد کی ضرُورت ہوتی ہے۔ اِس طرح صنعتی علاقوں میں آبادی بڑھ جاتی ہے۔

تیسرے، وُہ علاقے جو مُلک کی تجارت میں بڑھ چڑھ کر حِصّہ لیتے ہیں۔

اِن زیادہ آبادی والے علاقوں کے مقابلے میں ایسے علاقے بھی ہیں، جہاں آبادی کم ہوتی ہے۔ اِن میں ریتلے علاقے، جہاں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ دریا بہتے ہیں، پتھریلے علاقے، بہت بلند علاقے جہاں ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے۔

پاکستان میں زیادہ آبادی اور کم آبادی والے علاقے

پاکستان میں بھی اِن اُصولوں کے مطابق کچھ ایسے علاقے ہیں ، جہاں آبادی زیادہ ہے اور کچھ علاقے ایسے ہیں ، جہاں آبادی کم ہے ۔ صُوبہ پنجاب اور صُوبہ سِندھ کے نہری علاقے اور صُوبہ سرحد میں دریائے کابل کی وادی میں آبادی زیادہ ہے کیونکہ یہاں کاشت کاری کے لیے حالات موزوں ہیں ۔ ان کے علاوہ پاکستان کے صنعتی اور تجارتی علاقے جن میں کراچی ، حیدر آباد ، مُلتان ، راولپنڈی اور فیصل آباد شامل ہیں ، آبادی زیادہ ہے ۔

پاکستان میں شمال مغربی پہاڑی علاقے ، چولستان ، تھر کے صحرائی علاقے اور صُوبہ بلوچستان میں آبادی کم ہے ۔

اب جہاں جہاں معدنیات نکل رہی ہیں ، وہاں بھی آبادی زیادہ ہو رہی ہے ۔

1981 کی مردم شماری کے مطابق ہمارے مُلک کی کُل آبادی 8 کروڑ 42 لاکھ ہے ۔ اِن میں قریبًا ساڑھے چھ کروڑ لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور باقی شہروں میں رہتے ہیں ۔

کِسی مُلک کی ترقی اور خُوشحالی اِسی صورت میں ممکن ہے کہ اس مُلک کے باشندوں کو زندگی کی تمام ضروریات میسّر آئیں ۔ اس مُلک کے افراد پڑھے لکھے ہوں تاکہ وہ مُلک کی ترقی کے لیے مفید کام کر سکیں ۔ مُلکی ترقی کے لیے یہ لازمی ہے کہ ضرورت کی اشیاء مثلاً گندم چاول ، دالیں ، گھی ، دُودھ ، گوشت اور سبزیوں کی پیداوار آبادی میں اضافے کی رفتار سے زیادہ ہو ورنہ مُلک میں غربت اور جہالت بڑھ جائے گی ۔

پیشے

خوشحال زندگی گزارنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مُلک کے تمام لوگ محنت کریں ۔ محنت کرنے سے ایک تو اپنے کُنبہ کو ضروریاتِ زندگی مہیّا کی جا سکتی ہیں ، دُوسرے مُلک کی پیداوار

میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اِس طرح مُلک ترقی کرتا ہے ۔

پاکستان کے لوگ کافی محنتی ہیں۔ وہ قِسم قِسم کے پیشے اختیار کرکے روزی کماتے ہیں ۔

کاشت کاری : کاشت کاری ہمارے مُلک کا سب سے اہم پیشہ ہے ۔ کِسان اناج اور دُوسری فصلیں اُگاتے ہیں اور ہم سب کے لیے کھانے کا سامان مہیّا کرتے ہیں ۔

زرخیز زمین اور آب پاشی کی سہولتوں کی بدولت صُوبہ پنجاب اور صُوبہ سِندھ کے نہری علاقوں اور صُوبہ سرحد میں دریائے کابل کی وادی میں زیادہ تر لوگ اِس پیشے سے تعلّق رکھتے ہیں ۔

چرواہے مویشی پالتے ہیں مثلاً بھیڑیں ، بکریاں ، گائیں ، بھینسیں ، اُونٹ وغیرہ۔ مویشیوں سے ہمیں گوشت ، دُودھ ، گھی ، مکھن وغیرہ مِلتا ہے ۔ کچھُ جانوروں کا چمڑا جُوتے اور دیگر سامان بنانے کے کام آتا ہے ۔ جانوروں کی ہڈیاں کھاد بنانے کے کام آتی ہیں ۔

ہمارے ہاں زیادہ تر بھیڑیں اور بکریاں ایسے علاقوں میں پالی جاتی ہیں ، جہاں بارش کم ہوتی ہے اور نہری پانی بھی میسّر نہیں ۔ ایسے علاقوں میں گھاس اور جڑی بُوٹیاں اُگتی ہیں جن پر بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں ۔ پاکستان میں چرواہے زیادہ تر صوبہ سرحد ، مغربی پہاڑی علاقوں ، صوبہ بلوچستان اور چولستان کے علاقوں میں مویشی چراتے نظر آتے ہیں۔

کان کنی : کان کن زمین کے نیچے چھُپے ہُوئے خزانے تلاش کرتے ہیں مثلاً لوہا ، کوئلہ ، نمک ، جپسم وغیرہ ۔ کان کن دن رات سطح زمین کے نیچے کام کرتے ہیں اور بہت سی دھاتیں ہمارے استعمال کے لیے نکالتے ہیں ۔ اِن دھاتوں سے ہمارے بہت سے کام نکلتے ہیں ، بلکہ یوں کہیے کہ صنعتی ترقی کا دارو مدار دھاتوں کے اِستعمال ہی پر ہے ۔ کان کنی کا پیشہ صُوبہ بلوچستان میں اور صُوبہ پنجاب کے پوٹھوہار کے علاقے میں عام ہے ۔

ہمارے روز مرّہ اِستعمال کی بیشتر چیزیں کارخانوں ہی میں بنتی ہیں جہاں بہت سے کاریگر ، انجنیئروں کی نگرانی میں کام کرتے ہیں اور ہمارے لیے مختلف قِسم کی چیزیں تیاّر

کرتے ہیں مثلاً بڑھئی لکڑی کا سامان تیار کرتا ہے ، لوہار لوہے کا سامان بناتا ہے ، جولاہا کپڑا بُنتا ہے اور کمہار مٹی کے برتن بناتا ہے ۔ اِس طرح ہمیں اِستعمال کی چیزیں آسانی سے مِل جاتی ہیں ۔

بینکاری : بینکوں میں روپے کے لین دین کا کام ہوتا ہے ۔ بینک ہماری بچت کا روپیہ جمع کر لیتے ہیں ۔ پھر یہ روپیہ مختلف کاروبار چلانے کے لیے کمپنیوں کو دے دیتے ہیں ۔ اِس طرح ہمارا روپیہ بھی محفوظ رہتا ہے اور ملک کی ترقی کے کام بھی آتا ہے ۔

دیگر پیشے : چند لوگ ایسا پیشہ اختیار کرتے ہیں جِس کے ذریعے وہ دوسرے کارکنوں کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں مثلاً اُستاد ، ڈاکٹر ، انجینئر ، نرس ، وکیل ، تاجر ، بینکار ، دفتری ملازم ، سپاہی ، فوجی وغیرہ ۔ اُستاد ہمیں پڑھنا لکھنا سِکھاتے ہیں ۔ ڈاکٹر ہماری صحت کے متعلّق مشورہ دیتے ہیں ۔ اگر ہم بیمار ہو جائیں تو یہ علاج کرتے ہیں ۔ نرسیں بیماروں کی تیمار داری کرتی ہیں ۔ انجینئر مُلک میں مصنوعات اور مشینیں بناتے ہیں جن کی بدولت رہنے سہنے کا معیار بلند ہوتا ہے ۔ پولیس والے ہماری جان کی حفاظت کرتے ہیں اور مُلک میں امن و امان قائم کرتے ہیں ۔ ہمارے بہادر فوجی مُلک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ تاجر لوگ سامان کا لین دین کرتے ہیں ۔ وہ دیہات سے اناج وغیرہ خرید کر شہر کی منڈیوں میں لا کر فروخت کرتے ہیں ۔ اِسی طرح کارخانوں میں بنا ہوا سامان بازاروں میں بیچ دیتے ہیں ۔ تاجر لوگ مُلک کے ایک علاقے سے سامان لے جا کر دوسرے علاقے میں بھی فروخت کرتے ہیں ۔ بعض تاجر مُلک سے باہر دُوسرے کسی مُلک کے ساتھ بھی سامان کا لین دین کرتے ہیں ۔

ہماری زبان

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے ۔ ہماری قومی زبان اُردُو ہے ۔ اِس لیے ہر پاکستانی اُردُو

بولنا ، پڑھنا اور لکھنا سیکھتا ہے ۔

قومی زبان کے علاوہ پاکستان کی علاقائی زبانیں بھی ہیں ۔ پنجاب میں پنجابی ، سندھ میں سندھی ، بلوچستان میں بلوچی اور صُوبہ سرحد میں پشتو بولی جاتی ہے ۔ ہر علاقہ کی الگ الگ زبان ہونے کے باوجود سب علاقوں کے لوگ ایک دُوسرے سے اُردُو زبان میں بات چیت کر لیتے ہیں ۔ اِسی لیے اُردُو زبان کو بہت اہمیّت حاصل ہے ۔ بعض لوگ دوسرے صُوبوں کی علاقائی زبانیں بھی سیکھتے ہیں ۔

ہمارا لباس

پاکستان میں علاقائی زبانوں کی طرح علاقائی لباسوں میں بھی معمولی فرق ہے ۔ پنجاب میں مرد قمیص ، تہہ بند ۔ قمیص شلوار یا کُرتا شلوار پہنتے ہیں ۔ عورتیں قمیص ۔ شلوار ۔ دوپٹہ یا کُرتہ ۔ تہہ بند اور دوپٹہ پہنتی ہیں ۔ سندھ میں مرد تنگ پائینچے کی شلوار ، قمیص اور عورتیں شلوار ، قمیص اور اجرک پہنتی ہیں ۔ اجرک ایک موٹی پھُول دار چادر کو کہتے ہیں جو عنابی اور سیاہ رنگ میں چھپی ہُوئی ہوتی ہے ۔ عورتیں لمبی قمیص پر سندھی ٹانکے سے پھُول کاڑھ لیتی ہیں ۔ سندھ کی شیشے کے کام والی ٹوپیاں بہت مشہور ہیں ۔ مرد یہ ٹوپیاں شوق سے پہنتے ہیں ۔

بلوچستان میں مرد لمبی قمیص اور گھیرے دار شلوار پہنتے ہیں ۔ قمیص پر بلوچی ٹانکے سے خُوب صُورت بیل بُوٹے بنانے کا بھی عام رواج ہے ۔ سر پر بلوچی کلّاہ والی پگڑی ہوتی ہے اور عموماً قمیص کے اُوپر واسکٹ بھی پہنتے ہیں جس پر سنہری کام بنا ہوتا ہے ۔ عورتیں لمبی قمیص گھیرے دار تنگ پائینچے کی شلوار اور دوپٹہ پہنتی ہیں ۔ تینوں کپڑوں پر بلوچی کشیدہ کاری یا شیشے کا کام بنا ہوتا ہے ۔

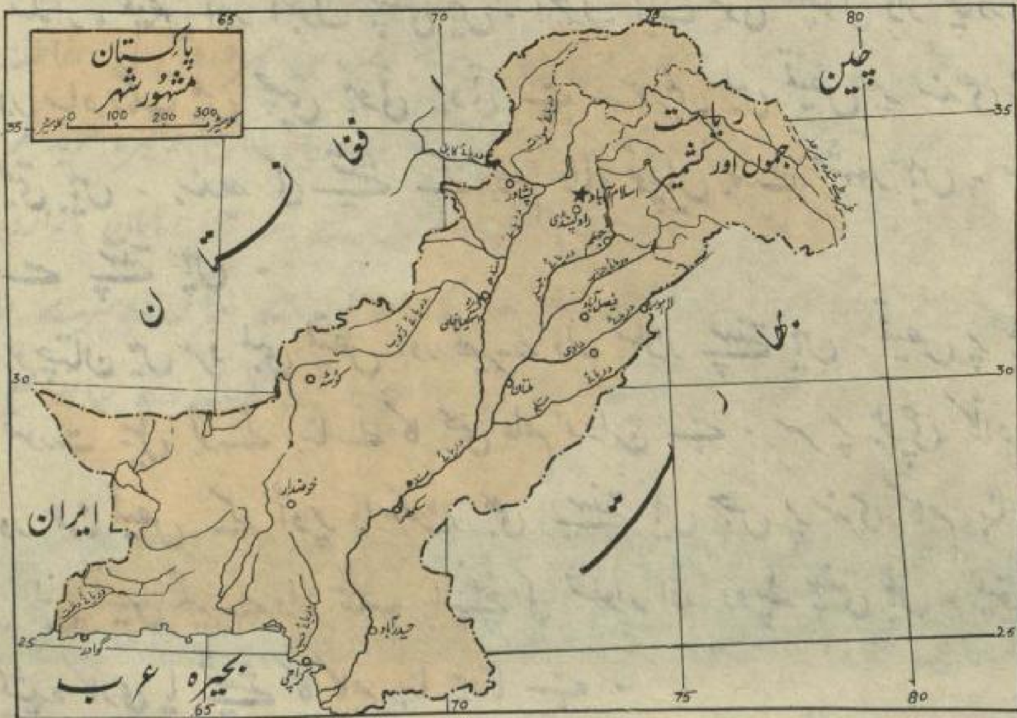
صُوبہ سرحد میں مرد گھیرے دار قمیص ، گھیرے دار شلوار اور کلّاہ والی پگڑی پہنتے ہیں ۔

پاؤں میں پشاوری چپل پہننے کا عام رواج ہے ۔ عورتیں فراک نما لمبی قمیص پہنتی ہیں اور اُن کے دوپٹے پر اکثر پھُول کڑھے ہوئے ہوتے ہیں ۔ سرحد کی عورتیں چاندی کے بھاری زیور پہننا بھی پسند کرتی ہیں ۔

معمولی علاقائی فرق کے باوجود مُلک کے ہر حصّے کے لباس بنیادی طور پر ملتے جُلتے ہیں اور ایک ہی نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مرد یا عورت پاکستانی ہے کیونکہ ہر علاقے میں خالص اِسلامی اقدار، پاکستانی رسم و رواج اور تاریخی روایات کی جھلک نظر آتی ہے ۔

مشہُور شہر

کراچی: کراچی صُوبہ سِندھ کا صدر مقام اور پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے ۔ یہ بہت



بارونق جگہ ہے ۔ صنعتی ، تجارتی اور تعلیمی مرکز ہے ۔ کراچی کے ہوائی اڈے پر اندرون و بیرون مُلک کی پروازوں کی آمد و رفت رہتی ہے ۔ کراچی کی بندرگاہ پاکستان کی سب سے زیادہ مشہور اور اہم بندرگاہ ہے ۔ یہاں سے تجارتی اور مسافر بحری جہاز دوسرے ملکوں کو جاتے ہیں ۔

حیدر آباد : یہ صُوبہ سِندھ کا ایک تاریخی مقام ہے ۔ یہ صاف سُتھرا اور کھُلا شہر ہے ۔ یہاں کی گلاس فیکٹری بہت مشہور ہے ۔

کوئٹہ : کوئٹہ بلوچستان کا مشہُور شہر اور صدر مقام ہے ۔ گرمیوں میں کوئٹہ کا موسم بہت خُوش گوار ہوتا ہے اور مُلک کے دُوسرے حِصّوں سے بعض لوگ موسمِ گرما گزارنے کے لیے یہاں آتے ہیں ۔ کوئٹہ میں بلوچستان یونیورسٹی بھی قائم ہے ۔

لاہور : لاہور صُوبہ پنجاب کا صدر مقام ہے ۔ یہاں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جنھیں دیکھنے کے لیے دُور دُور سے سیّاح آتے ہیں ۔ اِن عمارتوں میں شاہی قلعہ ، بادشاہی مسجد اور شالیمار باغ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔

اسلام آباد : اسلام آباد ، پاکستان کا صدر مقام ہے ۔ یہ نیا شہر ہے ۔ بہت صاف سُتھرا اور خُوب صُورت ہے ۔ مرکزی حکومت کے بیشتر دفاتر یہیں ہیں ۔ غیر مُلکی سفارت خانے بھی یہیں ہیں ۔ اِس لیے یہاں بڑی بڑی عالی شان عمارتیں نظر آتی ہیں ۔

پشاور : پشاور ، صُوبہ سرحد کا صدر مقام ہے ۔ یہ پُرانا اور تاریخی شہر ہے ۔ اِس کے بازار بڑے بارونق ہیں ۔ مشہور درۂ خیبر بھی اس کے نزدیک واقع ہے ۔

شہروں میں روزگار کے مواقع نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں اس لیے پاکستان کے صنعتی اور تجارتی شہروں کی آبادی میں روز بروز مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی بنا پر وہاں رہائش ، صحت و صفائی اور تعلیم وغیرہ کے مسائل بھی خاصے بڑھ گئے ہیں ۔

اشارات برائے اساتذہ : زیادہ آبادی والے علاقے بچّوں کو نقشہ میں سمجھائیں ۔

سوالات

1 ــ کسی مُلک کی خُوشحالی کا انحصار عام طور پر کن باتوں پر ہوتا ہے ؟

2 ــ پاکستان کے لوگوں کے پیشے کون کون سے ہیں کسی دو کا حال لکھیں ؟

3 ــ خالی جگہ پُر کریں :

(i) خوراک ، لباس اور رہائش ہماری ــــــــــــ ہیں ۔

(ii) پاکستان کی کُل آبادی ــــــــــــ ہے ۔

(iii) ــــــــــــ ہماری قومی زبان ہے ۔

(iv) پاکستان میں ــــــــــــ علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں ۔

4 ــ صحیح یا غلط پر نشان لگائیں :

(i) بلوچستان کی شیشے کے کام والی ٹوپیاں بہت مشہور ہیں ۔ ص / غ

(ii) بلوچی مرد قمیص کے اُوپر سنہری کام کی واسکٹ پہنتے ہیں ۔ ص / غ

(iii) سندھ کی عورتیں چاندی کے بھاری زیور پسند کرتی ہیں ۔ ص / غ

(iv) اسلام آباد سندھ میں واقع ہے ۔ ص / غ

(v) کراچی صُوبہ سرحد میں واقع ہے ۔ ص / غ



پاکستان کے قدرتی وسائل اور ان کی اہمیّت

کِسی مُلک کی ترقی کے لیے اچھے قدرتی وسائل کا ہونا ضروری ہے۔
قدرتی وسائل میں موزوں آب و ہَوا، ہمیشہ بہنے والے دریا، زرخیز زمین، جنگلات، زراعت کے لیے سہولتیں، کارآمد حیوانات، معدنیات یعنی کوئلہ، لوہا اور معدنی تیل کے خزانے اور کم قیمت پر بجلی پیدا کرنے کے امکانات شامل ہیں۔

جنگلات اور اُن کی اقسام

کسی مُلک کے قُدرتی وسائل میں وہاں کی خود رُو نباتات یعنی جنگلات بہت اہم ہیں۔ اِن کا اِنحصار اُس جگہ کی سطحِ زمین اور آب و ہَوا پر ہوتا ہے۔ اِس لیے دُنیا کے ہر مُلک کی آب و ہَوا اور سطحِ زمین میں فرق ہونے کی وجہ سے وہاں کی قدرتی نباتات میں فرق ہے۔ پاکستان کی بھی سطحِ زمین کئی قسم کی ہے، نیز آب و ہَوا میں بھی فرق ہے، اِس لیے اِس کی قدرتی نباتات بھی کئی اقسام کی ہیں۔

1۔ شمال مغربی پہاڑی جنگلات: نرم لکڑی کے جنگلات پاکستان کے شمال مغربی پہاڑی علاقے میں پائے جاتے ہیں۔ اِن میں چیڑ، دیودار، صنوبر اور اَخروٹ کے درخت بہت اہم ہیں۔ اِن کی لکڑی عمارتیں اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے۔ اِن جنگلات کے علاوہ

کوہستانِ نمک کے علاقے میں کاہو، پھلاہی اور فراش کے درخت عام نظر آتے ہیں۔ اِن میں کاہو کی لکڑی چھڑیاں اور کنگھیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ پھلاہی کی لکڑی عام طور پر ہَل اور رہٹ بنانے کے کام آتی ہے۔ اِس کی مسواک دانتوں کو چمکاتی ہے اور اِنھیں جلا بخشتی ہے۔

2۔ میدانی جنگلات : پاکستان کے میدانی علاقے میں ایسے جنگلات پائے جاتے ہیں جن کے پتّے کم چوڑے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔اِن میں شیشم، کیکر، پیپل، نیم اور بکائن کے درخت عام مِلتے ہیں۔

3۔ خشک جھاڑیوں اور گھاس کے علاقے : جن علاقوں میں بارش کم ہوتی ہے وہاں خشک قسم کے درخت، خشک جھاڑیاں اور گھاس اُگتی ہے۔ یہ گھاس اور جھاڑیاں پاکستان میں صُوبہ بلوچستان اور صُوبہ سرحد کے مغربی حِصّے میں اُگتی ہیں۔ اِن علاقوں میں پالی جانے والی بھیڑوں اور بکریوں کا گزارہ اِنھیں پر ہوتا ہے۔



4 - ریگستانی علاقے : صُوبہ سِندھ کے مشرقی ، پنجاب کے مغربی و جنوبی علاقے اور بلوچستان کے اندرونی حصّوں میں بارش کی کمی کی وجہ سے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ سارے کا سارا علاقہ چٹیل میدان اور ریگستان ہے ۔ کہیں کہیں کانٹے دار جھاڑیاں اُگتی ہیں اور جہاں کہیں پانی مِل جاتا ہے ، کھجور کے جُھنڈ نظر آتے ہیں ۔

جنگلات کے فوائد : جنگلات سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں ۔

1 ۔ جنگلات کسی علاقے کی آب و ہوا پر خوشگوار اثرات مرتّب کرتے ہیں ۔ ان کی موجودگی سے عملِ تبخیر کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جس کی بنا پر بارش کے امکان بڑھ جاتے ہیں ۔

2 ۔ اِنسان اور حیوان دُھوپ سے بچنے کے لیے ان کے سائے میں پناہ لیتے ہیں ۔ عمدہ قسم کی لکڑی حاصل ہوتی ہے جو عمارتی سامان اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے ۔

کاہو کی لکڑی ، چھڑیاں اور کنگھیاں بنانے کے کام آتی ہے ۔ کیکر کی لکڑی ہَل اور راہٹ بنانے اور اس کی چھال چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے ۔

شہتوت کی لکڑی سے کھیلوں کا سامان بنایا جاتا ہے اور اس کے پتّوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں ۔

کھجور کے پتّوں سے چنگیریں ، چٹائیاں اور ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں ۔

3 ۔ جلانے کی لکڑی بھی جنگلات ہی مہیّا کرتے ہیں ۔

4 ۔ جنگلات سے ادویات کے لیے جڑی بُوٹیاں حاصل ہوتی ہیں ۔

5 ۔ درختوں کی موجودگی ، تیز ہوا کی شدّت اور پانی کے بہاؤ کی تیزی کو کم کر دیتی ہے جس کے نتیجہ میں مٹّی کٹاؤ سے بچی رہتی ہے ۔

6 ۔ جنگلات علاقے کی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرتے ہیں اور آکسیجن کو خارج کرتے ہیں جو حیوانات و انسان کے زندہ رہنے کے لیے بہُت ضروری ہے ۔

اشارات برائے اساتذہ : جنگلات نقشہ پر دکھا کر پڑھائے جائیں ۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 ـ پاکستان میں کتنی قسم کے جنگلات پائے جاتے ہیں ؟

2 ـ قدرتی وسائل سے کیا مراد ہے ؟

3 ـ کھجور کے پتّوں سے کیا کیا چیزیں بنتی ہیں ؟

4 ـ جنگلات سے عمدہ قسم کی لکڑی کس کام آتی ہے ؟

5 ـ خالی جگہ پُر کیجیے :

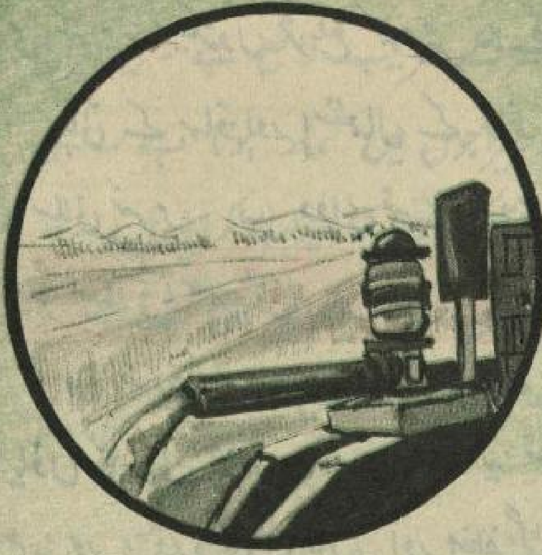
(i) ہَل اور رہٹ ________ کی لکڑی سے بنتے ہیں ۔

(ii) کاہو کی لکڑی سے ________ اور ________ بنتی ہے ۔

(iii) ________ کی چھال چمڑا رنگنے کے کام آتی ہے ۔

(iv) شہتوت کی لکڑی سے ________ بنتا ہے ۔

(v) دیا سلائی کے کارخانے ________ اور ________ میں قائم ہیں ۔



آب پاشی

آب پاشی سے مراد مصنوعی طریقے سے فصلوں کو پانی دینا ہے ۔ آب پاشی کو پاکستان میں بہت اہمیت حاصل ہے ۔ پانی کے صحیح استعمال پر بھی توجّہ دینی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جا سکے ۔ پاکستان میں آب پاشی کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں :

(1) نہریں (2) کنوئیں (3) چھوٹے بند اور تالاب (4) کاریز

1 ۔ نہریں

پاکستان کو پانچ بڑے دریا، سندھ ، جہلم ، چناب ، راوی اور ستلج سیراب کرتے ہیں ۔ اِن میں سے آب پاشی کے لیے نہریں نکالی گئی ہیں ۔ پاکستان کے یہ دریا دو وجوہات کی بنا پر نہریں نکالنے کے لیے بہت موزوں ہیں ۔ ایک تو یہ کہ دریا برفانی پہاڑوں سے نکلتے ہیں، اِس لیے سارا سال بہتے رہتے ہیں ، دوسرے زمین کی ڈھلان ایک ہی طرف ہونے کی وجہ سے تمام دریا شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف بہتے ہیں ۔ نیز دریا سُست رفتار ہیں، اس لیے نہروں میں پانی بھی آہستہ آہستہ بہتا ہے جس سے کھیتوں کو پانی دینے میں بہت آسانی ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ نہروں کا پانی صُوبہ پنجاب اور صُوبہ سندھ کے اکثر حِصّوں میں پہنچ جاتا ہے جس سے فصلوں کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملتی ہے ۔

بڑی نہریں سینکڑوں مربع کلومیٹر علاقے کو سیراب کر سکتی ہیں۔

پانی کے بہاؤ اور استعمال کے لحاظ سے پاکستان میں چار قسم کی نہریں ہیں۔

(ا) سیلابی نہریں (ب) دوامی نہریں (ج) غیر دوامی نہریں (د) رابطہ نہریں۔

ا۔ سیلابی نہریں :

اِن نہروں میں صرف سیلاب کے دِنوں میں پانی آتا ہے۔ بارش کے بعد جب دریاؤں کا پانی چڑھ جاتا ہے تو یہ نہریں خود بخود چلنے لگتی ہیں۔ ایسی نہریں زیادہ تر راجن پور، ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ کے ضلعوں میں ہیں۔

ب۔ دوامی نہریں :

یہ نہریں دریاؤں پر بند باندھ کر نکالی گئی ہیں اور سارا سال چلتی رہتی ہیں۔ بند کے ذریعے دریا کے پانی کو روک لیا جاتا ہے جس سے پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے۔ بند میں ایسے دروازے بھی بنا دیے جاتے ہیں جنھیں اگر پانی کو روکنا ہو تو بند کر دیا جاتا ہے اور جتنی ضرورت ہو اُس کے مطابق پانی نہر میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ اِن بندوں کو بیراج کہتے ہیں۔ اِن میں زیادہ مشہور بیراج مندرجہ ذیل ہیں:۔

جناح بیراج : دریائے سندھ پر کالا باغ کے قریب ایک بند باندھا گیا ہے، جسے جناح بیراج کہتے ہیں۔ اِس سے نہریں نکالی گئی ہیں جو تھل کے شمال مغربی حصّے کو سیراب کرتی ہیں۔ اِن نہروں کی بدولت تھل کا کافی علاقہ سرسبز و شاداب ہو گیا ہے۔

تونسہ بیراج دریائے سندھ پر تونسہ کے مقام پر بند باندھا گیا ہے جسے تونسہ بیراج کہتے ہیں۔ یہاں سے جو نہریں نکالی گئی ہیں وہ راجن پور، ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ کے ضلعوں کو سیراب کرتی ہیں۔

گدو بیراج : اِسی طرح ایک بند گدو کے مقام پر باندھا گیا ہے جسے گدو بیراج کہتے ہیں۔ اِس سے سکھر، روہڑی اور جیکب آباد کے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

سکھر بیراج : سکھر بیراج ، دریائے سندھ پر سکھر کے قریب واقع ہے ۔ یہ بیراج قریباً ڈیڑھ کلومیٹر لمبا ہے اور دُنیا کے بڑے بڑے بیراجوں میں شمار ہوتا ہے ۔ اس میں سے سات نہریں نکالی گئی ہیں جو قریباً $20\frac{1}{2}$ لاکھ ہیکٹر رقبے کو سیراب کرتی ہیں ۔

کوٹری بیراج : یہ بیراج حیدر آباد کے نزدیک کوٹری کے مقام پر بنایا گیا ہے ۔ اس سے کوٹری ، حیدر آباد اور کراچی کے علاقے سیراب کیے جاتے ہیں ۔

صُوبہ پنجاب کی اہم نہریں مندرجہ ذیل ہیں ۔

نہر اپر جہلم ، نہر لوئر جہلم ، نہر اپر چناب ، نہر لوئر چناب ، نہر اپر باری دوآب ، نہر لوئر باری دوآب ، اسلام اور پنجند سے نکالی جانے والی دریائے ستلج کی نہریں ۔ ان نہروں کی بدولت پنجاب کے بیشتر علاقے میں کھیتی باڑی ہوتی ہے ۔

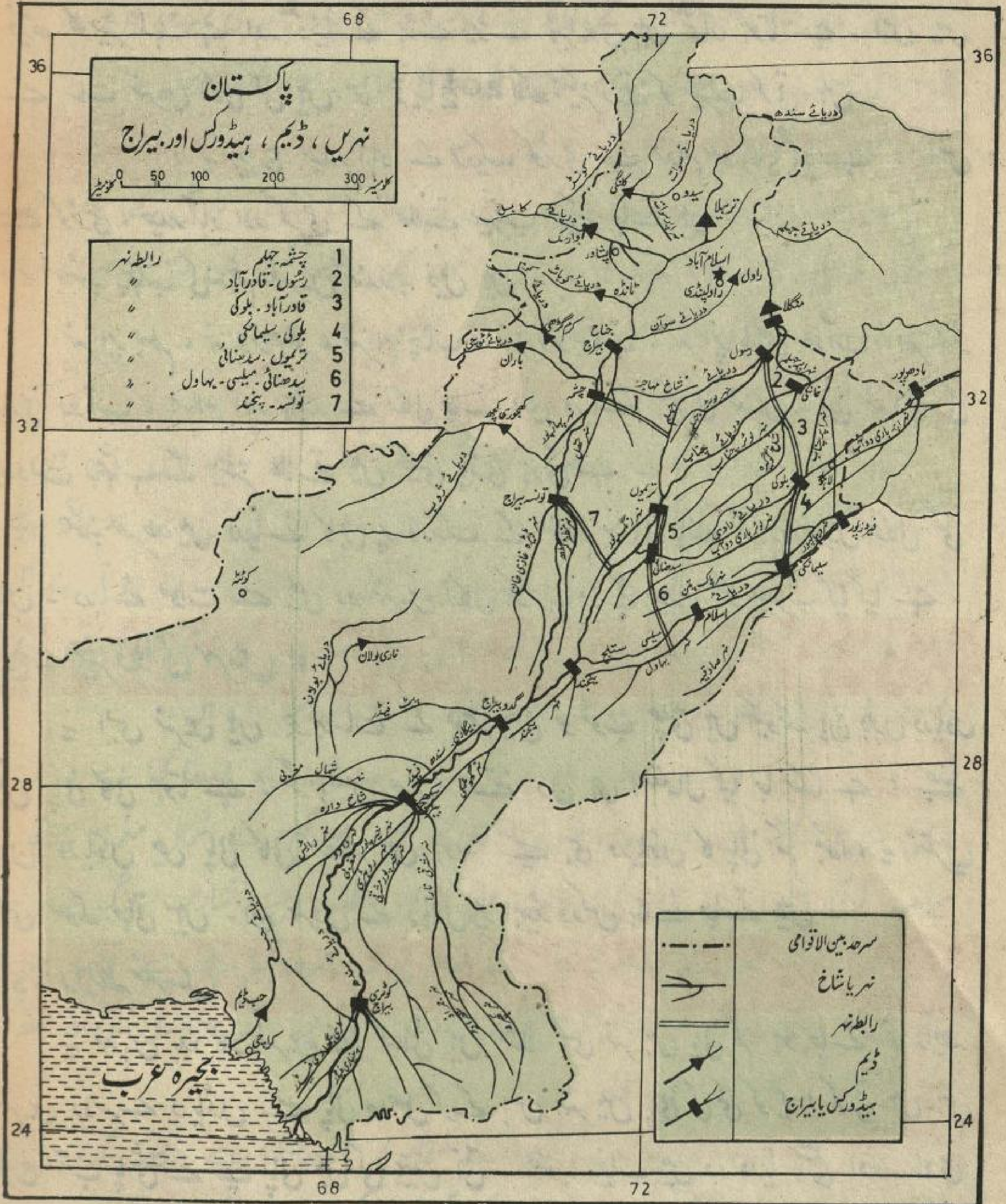
صُوبہ سرحد میں دریائے کابل پر وارسک کے مقام پر بند باندھ کر دو نہریں نکالی گئی ہیں ۔ دریائے سوات سے بھی دو نہریں نکال کر پشاور کے میدان کو سیراب کیا گیا ہے ۔

ج ۔ غیر دوامی نہریں :

یہ ایسی نہریں ہیں جو برسات کے موسم میں تو خوب چلتی ہیں کیونکہ اِن دِنوں دریاؤں میں پانی کافی ہوتا ہے ۔ مگر اِنھیں صِرف اتنے دن ہی استعمال کیا جا سکتا ہے ، جتنے دِن دریاؤں میں پانی کافی مقدار میں ہو ۔ جیسے ہی دریاؤں کا پانی کم ہُوا ، یہ نہریں بھی سوکھ جاتی ہیں ۔ اِن نہروں کے دہانوں پر ہیڈ ورکس بنائے جاتے ہیں ۔

د ۔ رابطہ نہریں :

یہ نہریں مددگار نہریں بھی کہلاتی ہیں مثلاً کسی نہر میں پانی کم ہو جائے تو رابطہ نہریں دوسرے دریاؤں سے پانی حاصل کرکے اِس نہر میں پانی کی کمی کو پورا کرتی ہیں ۔ اِس طرح آب پاشی کے لیے پانی میں کمی نہیں آتی ۔ صُوبہ پنجاب میں دو دریا ستلج اور راوی ایسے ہیں جو بھارت کے میدانی علاقے سے آتے ہیں جہاں ان سے نہریں نکالی گئی


پاکستان
نہریں ، ڈیم ، ہیڈورکس اور بیراج
0 50 100 200 300 کلومیٹر
1 چشمہ۔ جہلم رابطہ نہر
2 رسول۔ قادرآباد "
3 قادرآباد۔ بلوکی "
4 بلوکی۔ سلیمانکی "
5 تریموں۔ سدھنائی "
6 سدھنائی۔ میلسی۔ بہاول "
7 تونسہ۔ پنجند "
سرحد بین الاقوامی
نہر یا شاخ
رابطہ نہر
ڈیم
ہیڈورکس یا بیراج
68
72
36
32
28
24
دریائے سندھ
دریائے جہلم
دریائے کابل
تربیلا
منگلا
اسلام آباد
راولپنڈی
پشاور
جناح بیراج
چشمہ
رسول
تریموں
تونسہ بیراج
بلوکی
سلیمانکی
فیروزپور
مادھوپور
اسلام
پنجند
گدو بیراج
کوٹری بیراج
کوئٹہ
کراچی
حب ڈیم
بحیرہ عرب

ہیں، اِس لیے اِن دریاؤں میں پانی کم رہ جاتا ہے ۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے رابطہ نہریں بنائی گئی ہیں جو دریائے سِندھ ، جہلم اور چناب سے نکلتی ہیں اور دریائے راوی اور دریائے ستلج سے نکلنے والی نہروں میں پانی پہنچاتی ہیں ۔

2۔ کنوئیں

بارش کا پانی جو زمین میں جذب ہو جاتا ہے، وہ زمین کی سطح سے نیچے چٹانوں میں جمع ہوتا رہتا ہے ۔ اِس طرح زمین کی تہ میں پانی کا ایک بڑا ذخیرہ بن جاتا ہے ۔ اِس پانی کو اِستعمال میں لانے کے لیے زمین کی کھدائی کرکے کنوئیں بنائے جاتے ہیں ۔ صُوبہ پنجاب میں کنوئیں بہت تعداد میں کھودے گئے ہیں ۔ خاص کر تحصیل شکر گڑھ (ضلع سیالکوٹ) گجرات ، لاہور اور ڈیرہ غازی خاں کے ضِلعوں میں کافی آب پاشی کنوؤں کے ذریعے ہوتی ہے ۔ پشاور کی وادی میں بھی کنوؤں کی مدد سے آب پاشی کی جاتی ہے ۔ اِن علاقوں میں بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے زمین کے اندر پانی نزدیک ہے ، اِس لیے کنوئیں کھودے جا سکتے ہیں ۔ ان کنوؤں کو رہٹ کہتے ہیں ۔

ٹیوب ویل : آج کل جن دیہات میں بجلی پہنچ چکی ہے ، وہاں رہٹ کی بجائے بجلی کے پمپ سے پانی نکالا جاتا ہے ۔ ایسے کنوؤں کو ٹیوب ویل کہتے ہیں ۔ اِس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ پانی رہٹ کے مقابلے میں زیادہ نکلتا ہے ؛ دُوسرے پانی زیادہ گہرائی سے بھی اُوپر کھینچا جا سکتا ہے ۔ اس طرح کم محنت سے زیادہ پانی مِل جاتا ہے ۔

3۔ تالاب اور چھوٹے بند

بعض جگہوں پر پانی کو جمع کرنے کے لیے بڑے بڑے کچّے یا پکّے تالاب بنائے جاتے ہیں جن میں بارش کا پانی جمع کرکے ضرورت کے وقت اِستعمال کیا جاتا ہے ۔

اِسی طرح پہاڑی علاقوں میں نالوں پر چھوٹے بند باندھ کر بہتا ہُوا پانی روک لیا جاتا ہے جس سے پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے ۔ اِن بندوں سے مناسب وقت پر چھوٹی چھوٹی نہروں اور کھالوں کی مدد سے پانی کھیتوں میں پہنچا دیا جاتا ہے ۔ یہ بند کم بلند پہاڑی علاقے میں بنائے جاتے ہیں ۔ اِسلام آباد شہر سے کچُھ فاصلے پر راول ڈیم اِسی طرح بنایا گیا ہے ۔ اِس کے علاوہ صُوبہ پنجاب میں ضِلع اٹک ، ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ایسے کئی بند بنا کر پانی کی کمی کو پُورا کیا گیا ہے ۔ اِس قِسم کے بہت سے بند صُوبہ سرحد اور صُوبہ بلوچستان میں بھی ہیں ۔

4۔ کاریز

پاکستان میں بلوچستان کا علاقہ زیادہ گرم اور خشک ہے ۔ سالانہ بارش بہت کم ہے ۔ گرمیوں میں اِس قدر تپش ہو جاتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے برساتی نالے تو کیا جھیلیں تک سُوکھ جاتی ہیں اور اِس طرح آب پاشی کے لیے پانی حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اِس کمی کو پورا کرنے کے لیے بلوچستان میں پہاڑوں کے دامن سے لے کر میدانی علاقے تک زمین دوز پختہ کھالیاں بنائی گئی ہیں تاکہ نہ تو اس پانی کو زمین جذب کر سکے اور نہ تپش کی وجہ سے بخارات بن سکے یا اُڑ جائے ۔ ایسی کھالیوں کو کاریز کہتے ہیں ۔ اِن کھالیوں کا پانی رہٹ کی مدد سے کھینچ کر کھیتوں تک پہنچایا جاتا ہے ۔

اشارات برائے اساتذہ : سبق میں جو الفاظ مُشکل محسوس ہوں اُستاد صاحب بچّوں کو تشریح کر کے آسان لفظوں میں سمجھائیں ۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1۔ آب پاشی سے کیا مراد ہے ؟

2۔ پاکستان میں آب پاشی کن کن طریقوں سے کی جاتی ہے ؟

3۔ نہروں کی کتنی قسمیں ہیں ؟ ہر ایک کی خصوصیات بیان کیجیے ۔

4۔ خالی جگہ پُر کیجیے :

(i) پاکستان کو ______ بڑے دریا سیراب کرتے ہیں ۔

(ii) سکھر بیراج سے ______ نہریں نکالی گئی ہیں ۔

(iii) رہٹ کی مدد سے ______ کی جاتی ہے ۔

(iv) زمین دوز پختہ کھالیوں کو ______ کہتے ہیں ۔

(v) پانی کے بہاؤ اور استعمال کے لحاظ سے پاکستان میں ______ قسم کی نہریں ہیں ۔

(vi) بارش کے بعد جب پانی ______ میں چڑھ جاتا ہے تو یہ نہریں خود بخود چلنے لگتی ہیں ۔

(vii) سکھر بیراج دریائے ______ پر واقع ہے ۔

(viii) کوٹری بیراج ______ کے نزدیک ______ کے مقام پر بنایا گیا ہے ۔

(ix) صوبہ سرحد میں دریائے ______ پر وارسک کے مقام پر بند باندھ کر ______ نہریں نکالی گئی ہیں ۔

(x) پاکستان میں ______ کا علاقہ زیادہ گرم اور خشک ہے ۔



زرعی پیداوار

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مُلک کے بیشتر لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ اِن میں اکثریت کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ کسان دن رات فصلیں اُگانے میں لگے رہتے ہیں۔ پاکستان میں دو طرح کی فصلیں بوئی جاتی ہیں۔ ایک فصلِ خریف اور دُوسری فصلِ ربیع۔



فصلِ خریف

یہ فصل عام طور پر گرمیوں میں اپریل سے جُون تک بوئی جاتی ہے۔ اکتوبر اور نومبر میں پک کر تیّار ہو جاتی ہے جس کے بعد اِسے کاٹ لیا جاتا ہے۔ ایسی فصلوں کے لیے زیادہ درجۂ حرارت اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان فصلوں میں کپاس، چاول، گنّا اور مکئی زیادہ اہم ہیں۔

کپاس

پاکستان کی بہت قیمتی فصل ہے ۔ یہ فصل زرخیز زمین میں خُوب پھلتی پھُولتی ہے۔ ملتان ، وہاڑی ، ساہیوال ، اوکاڑہ ، فیصل آباد ، جھنگ ، سرگودھا ، بہاولنگر ، رحیم یار خاں، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، نواب شاہ ، حیدر آباد ، تھرپارکر ، سانگھڑ کے اضلاع اس کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں ۔ البتہ تھوڑی بہت کپاس صُوبہ سرحد اور صُوبہ بلوچستان میں بھی کاشت کی جاتی ہے ۔ پاکستان میں عام طور پر دو طرح کی کپاس ہوتی ہے ۔ ایک چھوٹے ریشے والی دیسی کپاس اور دوسری اچھی قسم ، جس کا ریشہ لمبا ہوتا ہے ۔ دیسی کپاس تو گدّے اور تکیے بھرنے کے کام آتی ہے ۔ نیز دیہات میں کھڈیوں پر اس سے دریاں اور کھیس تیّار کیے جاتے ہیں ۔ اچھّی قسم کا ریشہ لمبا ہوتا ہے، جس سے باریک دھاگا نکالا جا سکتا ہے ۔ اس سے بہترین قسم کا کپڑا تیّار کیا جاتا ہے ۔

پاکستان، کپاس دُوسرے مُلکوں کو برآمد بھی کرتا ہے ۔ کپاس کی گانٹھیں کراچی کی بندر گاہ سے دُوسرے مُلکوں کو بھیجی جاتی ہیں ۔ اس کی تجارت سے پاکستان کو بُہت فائدہ پہنچتا ہے ۔ کپاس کے بدلے دُوسرے مُلکوں سے مشینری وغیرہ منگوائی جاتی ہے ۔

دھان

دھان پاکستان کی ایک اہم فصلِ خریف ہے ۔ اِس فصل کی کاشت کے لیے زرخیز مٹّی اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے ، اِس لیے اِسے پاکستان کے نہری علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ پنجاب میں اس کی کاشت کے لیے گوجرانوالا ، سیالکوٹ شیخوپورہ ، فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور لاہور کے اضلاع زیادہ مشہور ہیں ۔ اب دھان کی کاشت سرگودھا ، جھنگ اور گجرات کے اضلاع میں بھی شرُوع ہو گئی ہے ۔ دھان صُوبہ سِندھ میں لاڑکانہ ، خان گڑھ اور سکھر میں بکثرت کاشت کیے جاتے ہیں ۔ صُوبہ سرحد کے دامنی علاقوں میں بھی کہیں کہیں دھان کاشت کیے جاتے ہیں ۔

گنّا

گنّا پاکستان کی ایک اور اہم فصلِ خریف ہے ۔ اس کی کاشت فروری کے مہینے میں شُروع ہوتی ہے ۔ اِس کی نشوو نما کے لیے بھی زرخیز زمین اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ صُوبہ پنجاب میں اِس کی کاشت زیادہ تر سیالکوٹ ، گوجرانوالا ، لاہور، قصور ، سرگودھا ، جھنگ ، گجرات ، مُلتان ، وہاڑی ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد کے نہری علاقوں میں ہوتی ہے ۔ صوبہ سرحد میں پشاور ، بنوں اور مردان کے اِضلاع اِس کی کاشت کے خاص علاقے ہیں ۔ صُوبہ سندھ کے ضِلع نواب شاہ میں گنّے کی فصل کی کاشت کی طرف خاص توجّہ دی جا رہی ہے ۔ صُوبہ سندھ میں دادُو ، لاڑکانہ اور حیدرآباد کے نہری علاقوں میں بھی اب گنّا بکثرت کاشت ہوتا ہے ۔

مکئی

مکئی کا پودا بہت نرم و نازک ہوتا ہے ۔ اِس کی کاشت کے لیے زیادہ بارش اور گرم آب و ہوا والے علاقے مناسب ہیں ۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقوں مثلاً مری، ہزارہ ، پشاور ، ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاوہ لاہور اور ملتان کے نہری علاقوں میں مکئی کثرت سے پیدا ہوتی ہے ۔ نہری علاقوں میں اِسے چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔

باجرا

باجرا گرمیوں کے موسم میں کاشت کیا جاتا ہے ۔ اِسے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی اِس لیے صوبہ پنجاب اور سِندھ کے بارانی علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے ۔

فصلِ ربیع

موسمِ برسات کی بارش کے بعد اکتوبر اور نومبر میں یہ فصل بوئی جاتی ہے اور اپریل اور مئی میں کاٹ لی جاتی ہے ۔ اِس میں ایسی فصلیں شامل ہیں جن کو نہ زیادہ نمی

کی ضرورت ہوتی ہے ، نہ زیادہ درجۂ حرارت کی ۔ یہ فصلیں گندم ، چنا ، جو اور روغنی بیج ہیں ۔ اس کے علاوہ سبزیاں اور پھل بھی اُگائے جاتے ہیں ۔

گندم

گندم پاکستان کے لوگوں کی عام خوراک ہے ۔ اِس فصل کے لیے چکنی مٹّی اور نسبتاً کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اِس کو سردیوں میں بویا جاتا ہے اور گرمیوں کے شروع میں یہ فصل تیار ہو جاتی ہے ۔ فیصل آباد ، ٹوبہ ٹیک سنگھ ، اوکاڑہ ، ساہیوال ، مُلتان ، وہاڑی ، سرگودھا ، جھنگ ، گجرات ، بہاولپور ، نواب شاہ ، دادُو اور حیدر آباد کے اضلاع گندم کی کاشت کے لیے مشہور ہیں ۔ ضلع پشاور ، کوہاٹ ، بنوں ، اٹک اور راولپنڈی میں بھی تھوڑی بہت گندم صرف بارش کی آس پر کاشت کی جاتی ہے ۔

چنا

ربیع کی ایک اہم فصل چنا ہے ۔ اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ میانوالی ، سرگودھا ، گجرات ، جہلم ، مظفرگڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع اِس کی کاشت کے لیے مشہُور ہیں ۔ صُوبہ سِندھ کے ضلع سکھر میں بھی چنے کی کاشت ہوتی ہے ۔

روغنی بیج

خاص خاص روغنی بیج سرسوں ، توریا ، رائی اور تِل ہیں ۔ اِن کی کاشت پاکستان میں ہر جگہ کی جاتی ہے ۔ اِن بیجوں سے جو تیل حاصل ہوتا ہے ، وہ کھانا پکانے ، مٹھائیاں بنانے ، پکوڑے اور مچھلی تلنے اور چراغوں میں جلانے کے کام آتا ہے ۔

سبزیاں اور پھل

قدرت نے سبزیوں اور ترکاریوں میں بہت طاقت رکھّی ہے جو اِنسان کی جسمانی اور دماغی صحت کے لیے بہت ضروری ہے ۔ سبزیوں میں آلو ایک ایسی سبزی ہے جو دیر تک رکھّی جائے تو بھی خراب نہیں ہوتی ۔ اِسی لیے مُلک کے ہر حصّے میں ،

جہاں زمین میں نمی ہو ، اس کی کاشت ہوتی ہے ۔ پاکستان میں موسم سرما کی سبزیاں ، گوبھی ، پالک ، شلجم ، مولی ، گاجر ، ٹماٹر ، مٹر ، میتھی ، پالک اور آلو وغیرہ ہیں ، اور گرمیوں میں کدّو ، توری ، بھنڈی ، کریلے ، ٹینڈے اور بینگن وغیرہ بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں ۔ گرمیوں میں کِھیرے اور تر اور سردیوں میں ٹماٹر ، مُولی اور گاجر کو بہت پسند کیا جاتا ہے ۔

پاکستان میں پھل بھی کافی مقدار میں پیدا کیے جاتے ہیں ۔ خشک پھل زیادہ تر پہاڑی علاقوں، صُوبہ سرحد اور صُوبہ بلوچستان میں ہوتے ہیں ۔ ان میں بادام ، پستہ اور اخروٹ مشہُور ہیں ۔ سیب ، ناشپاتی ، انگور ، انار اور سَردا اور گرما صُوبہ بلوچستان کی خاص سوغات ہیں ۔ امرود ، سنگترے ، مالٹے ، کینو صُوبہ پنجاب میں گوجرانوالا ، سیالکوٹ ، فیصل آباد ، اوکاڑہ ، ساہیوال ، وہاڑی اور سرگودھا کے اضلاع میں عام ہوتے ہیں۔ تربوز اور عمدہ قِسم کا خربوزہ دریا کے کنارے ریتلی زمین میں پیدا ہوتا ہے ۔ پشاور کا تربوز وزن اور مِٹھاس کے لحاظ سے بہت مشہور ہے ۔ آم گرمیوں کا بہترین پھل ہے ۔ ضِلع مظفر گڑھ ، ضِلع ملتان ، ضِلع حیدر آباد اور میر پور خاص اچھّے آم کے لیے خاص طور پر مشہور ہیں ۔ صُوبہ سِندھ میں بہت اعلیٰ قِسم کا کیلا پیدا ہوتا ہے ۔ اعلیٰ قِسم کی کھجور ضِلع خیر پور ، ضِلع مظفر گڑھ ، ضِلع ملتان اور صُوبہ بلوچستان کے جنُوبی حِصّے میں پیدا ہوتی ہے ۔

پھل نہ صِرف کھانے میں مزے دار ہوتے ہیں بلکہ اِن کا اِستعمال اِنسان کی صحت کے لیے بھی بہت ضروری ہے ۔

زرعی پیداوار میں اضافہ کے لیے آج کل فصلوں پر جراثیم کش ادویات چھِڑکنے کا رُجحان بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے فضائی آبی اور زمینی آلُودگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ یہ صُورت حال اِنسان سمیت تمام جانداروں کے لیے سخت نُقصان دہ ہے ۔ ایسی ادویات کا اِستعمال مقررہ مقدار

سے زیادہ نہ کیا جائے اور اس مقصد کے لیے محکمہ زراعت کی دی ہوئی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ اِن مُضر اثرات سے بچا جائے ۔

اشارات برائے اساتذہ : زیادہ پیداوار والے علاقے نقشہ کی مدد سے بچّوں کو دکھائیں ۔
دھان کسے کہتے ہیں ؟ اُستاد صاحب تشریح کرکے بچّوں کو بتائیں ۔

سوالات

1 ۔ فصلِ خریف کس موسم میں بوئی جاتی ہے اور کس موسم میں کاٹی جاتی ہے ؟
2 ۔ فصلِ ربیع کس موسم میں بوئی جاتی ہے اور کس موسم میں کاٹی جاتی ہے ؟
3 ۔ پاکستان کے پہاڑی اور نیم پہاڑی علاقوں میں کون کون سے پھل ملتے ہیں ؟
4 ۔ پاکستان کے میدانی علاقوں میں پائے جانے والے پھلوں کے نام لکھیے ۔
5 ۔ خالی جگہ پُر کریں :

(i) کپاس پاکستان کی بہت ________ فصل ہے ۔
(ii) پنجاب میں دھان کی کاشت کے لیے گوجرانوالا ______ فیصل آباد ________
(iii) ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ________ مشہور ہیں ۔
(iv) گندم پاکستان کے لوگوں کی ________ خوراک ہے ۔
(v) ربیع کی ایک اہم فصل ________ ہے ۔
(vi) مکئی کا پودا بہت ________ ہوتا ہے ۔



معدنیات اور طاقتی وسائل

زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے، جنھیں ہم معدنیات کہتے ہیں، نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ پاکستان زراعتی میدان کے ساتھ ساتھ صنعتی میدان میں بھی ترقّی کر سکے۔

پاکستان کی مشہور معدنیات یہ ہیں:۔

لوہا:

یہ ایک کارآمد دھات ہے۔ روزمرّہ کے استعمال کی چھوٹی چھوٹی چیزوں مثلاً سوئی، چھُری اور کلہاڑی سے لے کر بڑی بڑی مشینیں اور گاڑیاں بنانے میں استعمال ہوتا ہے۔ ڈیرہ غازی خاں، کالا باغ، مکڑوال، کاکول، لنگڑیال، چوری گلی، نوکھنڈی، چلغازی، خضدار، میانوالی، چچالی اور گلاخیل کے مقام پر لوہا ملتا ہے۔ اِس کے علاوہ ایبٹ آباد، ضلع چاغی اور ضلع مردان میں بھی پایا جاتا ہے۔

کرومائیٹ

کرومائیٹ ایک کارآمد دھات ہے۔ اس سے ایک اور دھات جسے کرومیم کہتے ہیں، بنائی جاتی ہے۔ یہ سٹین لیس سٹیل کے برتن، ہوائی جہاز، تیز چلنے والی مشینری، رنگ اور

فوٹو گرافی کا سامان بنانے میں کام آتی ہے ۔ یہ بلوچستان کے شمال مشرق میں مُسلم باغ کے مقام سے نکالی جاتی ہے ۔ اِس کے علاوہ خضدار ، شمالی وزیرستان ، چاغی اور خاران میں بھی کرومائیٹ کے ذخیرے موجود ہیں ۔ کرومائیٹ ہمارے مُلک میں کافی مقدار میں نِکلتا ہے ، اِس لیے ہم اِسے دُوسرے مُلکوں کے ہاتھ بیچ کر زرِ مبادلہ کماتے ہیں ۔

نمک

نمک خوراک کا اہم جُزو ہے ۔ اِنسانی خوراک تو نمک کے بغیر بالکل بے مزہ ہوتی ہے ۔

پاکستان میں نمک کی کانیں کوہستانِ نمک میں پائی جاتی ہیں۔ان میں کھیوڑہ (ضلع جہلم) کی کان سب سے بڑی ہے ۔ اِس کان سے ہر سال لاکھوں کلو گرام نمک نکالا جاتا ہے ۔ کھیوڑہ کے علاوہ کالا باغ (ضلع میانوالی) اور واڑچھا (ضلع خوشاب) میں نمک نکالا جاتا ہے ۔ صُوبہ سرحد میں بہادر خیل (ضلع کوہاٹ) میں نمک پایا جاتا ہے ۔ صُوبہ سِندھ میں تھرپارکر کے علاقے میں بھی نمک پایا جاتا ہے ۔

ماری پور (کراچی) میں سمندر کے پانی کو خشک کرکے نمک حاصل کیا جاتا ہے ۔ ہمارے ہاں نمک بہت مقدار میں نکلتا ہے ، اس لیے ہم اِسے دُوسرے ملکوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں جہاں سے اِس کے بدلے مشینری وغیرہ خریدتے ہیں ۔

جپسم

یہ دھات گندھک اور چُونے سے مِل کر بنتی ہے اور پاکستان کی بڑی اہم معدنی پیداوار ہے ۔ یہ میانوالی ، جہلم ، ڈیرہ غازی خاں ، کوئٹہ ، سبّی ، کوہاٹ ، بہاول پور ، سانگھڑ ، اور ڈیرہ غازی خاں کے اضلاع سے نکالی جاتی ہے ۔ اِس سے کھاد ، سیمنٹ ، چاک اور گندھک کا تیزاب تیار کیا جاتا ہے ۔

چُونے کا پتّھر

چُونے کا پتّھر پاکستان میں کوہِ نمک اور شمال مغربی پہاڑوں میں مِلتا ہے۔ اِس سے چُونا اور سیمنٹ تیّار کیا جاتا ہے۔

سنگِ مَرمَر

یہ بہت خُوب صُورت پتّھر ہے اور عمارتیں بنانے کے کام آتا ہے۔ پاکستان میں اِس کے بڑے بڑے ذخائر مردان، سوات، چاغی کے علاقوں اور کالا چٹا پہاڑ (ضلع اٹک)، درّہ خیبر اور صوابی کے علاقوں میں مِلتے ہیں۔ اِن ذخائر میں قریباً ہر رنگ اور ہر قِسم کا سنگِ مَرمَر مِلتا ہے۔ ہمارے ہاں کا سفید اور کالا سنگِ مَرمَر دُنیا بھر میں سب سے اچھّا ہے۔

سیلیکا

یہ شیشہ بنانے والی ریت ہے جو خیر پور اور حیدر آباد کے میدانوں میں پائی جاتی ہے۔ پنجاب میں ضِلع میانوالی اور ضِلع خوشاب کے بعض مقامات پر بھی مِلتی ہے۔

چائنا مٹّی

یہ سفید رنگ کی مٹّی، برتن بنانے کے کام آتی ہے۔ یہ ڈنڈوت کے علاوہ صُوبہ سِندھ اور صُوبہ سرحد کے بعض مقامات پر پائی جاتی ہے۔

پتّھر کا کوئلہ

پتّھر کا کوئلہ کارخانوں میں بطور ایندھن اِستعمال ہوتا ہے۔ پنجاب میں ڈنڈوت، مکڑوال، ضلع جہلم و میانوالی۔ صوبہ سرحد میں گلا خیل۔ بلوچستان میں ڈگی، ہرنائی، شارگ، مچھ، ڈگاری۔ سندھ میں لاکھڑا، جھمپیر، میٹنگ میں نکالا جاتا ہے۔ یہ کوئلہ اِتنا عُمدہ نہیں کہ بڑے بڑے کارخانوں کو چلانے کے کام آسکے۔ دُوسرے یہ مقدار میں بھی بہت کم ہے، اِس لیے ملکی ضروریات کو پُورا کرنے کے لیے کوئلہ باہر کے مُلکوں

سے بھی منگوایا جاتا ہے ۔

معدنی تیل

معدنی تیل زمانۂ حال کی بہت کارآمد چیز ہے کیونکہ اِسے صاف کرکے نہ صرف گھروں میں جلایا جاتا ہے بلکہ موٹروں، بسوں، سکوٹروں اور ہوائی جہازوں میں چلنے والا پٹرول بھی اِسی تیل سے تیار ہوتا ہے ۔ اِس سے موم بتیاں اور ویسلین بھی تیّار کی جاتی ہے ۔

پاکستان میں معدنی تیل کے چشمے ضلع اٹک، ضلع جہلم اور ضلع بدین میں ملتے ہیں۔اِن چشموں سے نکلنے والا تیل صاف نہیں ہوتا، اس لیے اِسے صاف کرنے کے لیے راولپنڈی کے قریب مورگاہ کے مقام پر واقع تیل صاف کرنے والے کارخانے میں لایا جاتا ہے ۔ یہاں سے صاف شدہ تیل مُلک کے باقی حِصّوں میں پہنچایا جاتا ہے ۔ اب کراچی میں بھی تیل صاف کرنے کے دو کارخانے قائم ہوگئے ہیں ۔ ضلع ڈیرہ غازی خاں میں بھی تیل مِلنے کی توقع ہے ۔

قدرتی گیس

قدرتی گیس نہ صرف گھروں میں جلانے کے کام آتی ہے بلکہ کارخانوں اور گاڑیوں میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے ۔ اس سے بجلی بھی تیّار کی جاتی ہے ۔ یہ گیس سُوئی (ضلع بگتی) کے مقام سے نکلتی ہے، اِسی لیے "سُوئی گیس" کے نام سے مشہور ہوگئی ہے ۔اِسے بڑے بڑے شہروں تک پہنچانے کے لیے بڑی بڑی پائپ لائنیں بچھائی گئی ہیں۔ سُوئی کے علاوہ پیرکوہ صوبہ بلوچستان میں اُچ کے مقام پر گیس کی بڑی مقدار دریافت ہوئی ہے جس سے ہم مُلکی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ برآمد بھی کرسکیں گے ۔

قدرتی گیس کے ذخائر ضلع اٹک اور ضلع جہلم میں بھی پائے جاتے ہیں۔اب ڈیرہ غازی خاں میں گیس کا بہت بڑا ذخیرہ ڈھوڈک کے مقام پر مِلا ہے جسے اِستعمال میں لایا جائے گا ۔

ایٹمی توانائی کی دھات

یہ قیمتی دھات ڈیرہ غازی خاں میں کافی مقدار میں ملی ہے ۔ ڈیرہ غازی خاں اور میانوالی میں ایک ایک ایٹمی مرکز قائم کیا جائے گا جس میں یہ دھات اِستعمال ہوگی ۔

پاکستان میں معدنیات کے ذخائر موجود ہیں لیکن نکالے کم جاتے ہیں ، اِس لیے کہ اِن کے نکاس میں زیادہ محنت اور تربیّت کی ضرورت ہے ۔ جتنی زیادہ معدنیات نکلیں گی ، اتنا ہی مُلک زیادہ ترقّی کرے گا ۔

اشارات برائے اساتذہ : معدنی پیداوار والے مشہور علاقے نقشہ کی مدد سے بچّوں کو دکھائیں ۔

سوالات

1 پاکستان کی مشہور معدنیات کے نام لکھیے ۔

2 قدرتی گیس پاکستان کے کن کن علاقوں سے نکالی گئی ہے ۔ نیز اس کے فوائد بیان کریں ۔

3 مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں :

(الف) پتّھر کا کوئلہ (ب) نمک (ج) سنگِ مرمر

(ہ) معدنی تیل (و) جپسم

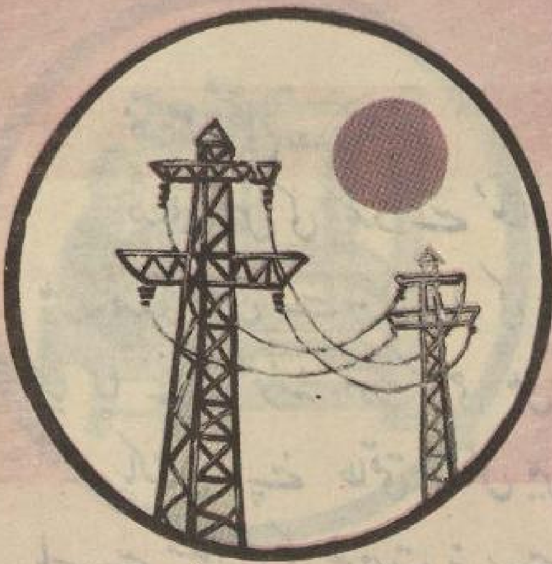
4 خالی جگہ پُر کریں :

(i) پتّھر کا کوئلہ کارخانوں میں بطور ________ استعمال ہوتا ہے ۔

(ii) کرومائیٹ بلوچستان کے شمال مشرق میں ________ کے مقام سے نکالی جاتی ہے ۔

(iii) پاکستان میں نمک کی سب سے بڑی کان ________ میں ہے ۔

(iv) ایٹمی توانائی کی دھات ________ میں کافی مقدار میں ملی ہے ۔



بجلی

کسی مُلک کی صنعتی ترقّی کا انحصار طاقتی وسائل پر ہوتا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں کوئلہ اور تیل کی کمی ہے ۔ اس کمی کو پُورا کرنے کے لیے بجلی پیدا کی گئی ہے ۔

ہمارے ملک میں مندرجہ ذیل تین قسم کی بجلی پیدا کی گئی ہے ۔

پن بجلی　　　تھرمل بجلی　　　ایٹمی بجلی

پن بجلی

دریاؤں پر بند باندھ کر پانی کو اُونچائی سے گرا کر مشینوں (جنھیں ٹربائین کہتے ہیں) سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ چونکہ یہ بجلی پانی کی طاقت سے حاصل کی جاتی ہے اِس لیے اِسے پن بجلی کہتے ہیں۔ یہ بجلی کارخانوں کو چلانے ، گھروں میں روشنی کرنے اور دیگر برقی آلات چلانے کے کام آتی ہے ۔

دریاؤں پر بند باندھ کر جو پانی جمع کیا جاتا ہے اس کے دو فائدے ہوتے ہیں ۔ ایک تو اس سے بجلی پیدا کی جاتی ہے ۔ دوسرے نہریں نکال کر ملک کے بیشتر علاقوں میں آب پاشی کی جاتی ہے ۔ بڑے بڑے پن بجلی کے منصوبے مندرجہ ذیل مقامات پر بنائے گئے ہیں:

(1) منگلا (2) رسول (3) درگئی (4) مالاکنڈ (5) وارسک (6) نندی پور (7) شادی وال (8) چیچوکی ملیاں (9) تربیلا ۔

تھرمل بجلی

قدرتی گیس کی مدد سے مُلتان میں ایک بڑا تھرمل بجلی گھر قائم کیا گیا ہے ۔ اِس میں قدرتی گیس سے بجلی تیار کی جاتی ہے ۔ ایسا ہی ایک بجلی گھر فیصل آباد میں قائم کیا گیا ہے ۔ کوئٹہ اور کراچی میں بھی تھرمل بجلی گھر قائم ہیں ۔

پاکستان اپنے طاقتی وسائل میں خود کفیل ہوتا جا رہا ہے ۔ اب اِسے کوئلہ اور تیل باہر سے منگوانے کی ضرورت نہ رہے گی کیونکہ اِس کمی کو پن بجلی اور قدرتی گیس پُورا کرے گی

ایٹمی بجلی

پاکستان میں بجلی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پہلا ایٹمی بجلی گھر 1971ء میں کراچی میں قائم کیا گیا ، یہ بجلی گھر ملکی ذرائع سے حاصل شدہ یورینیم کو بطور ایندھن استعمال کرکے چلایا جاتا ہے ۔

اشارات برائے اساتذہ : بڑے بڑے پن بجلی کے منصُوبے نقشہ پر بچّوں کو دکھائیں ۔

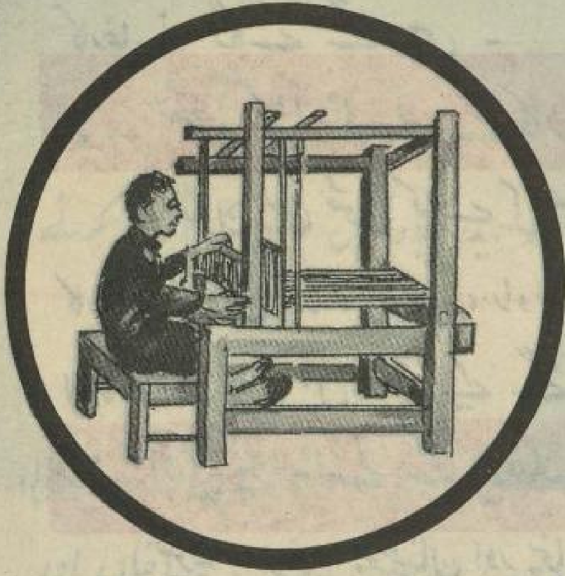
سوالات

مختصر جواب دیں :

1 ۔ ہمارے مُلک میں پن بجلی کے کون کون سے منصوبے ہیں ؟

2 ۔ ہمارے ملک میں کتنی قسم کی بجلی پیدا کی جاتی ہے ؟

3 ۔ بجلی ہمارے کس کس کام آتی ہے ؟



گھریلو دستکاریاں اور صنعتیں

گھریلو دستکاریوں میں ہاتھ اور ہاتھ سے چلانے والی چھوٹی چھوٹی مشینیں استعمال ہوتی ہیں مگر دستکار اپنے فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے بڑی بڑی خُوبصُورت چیزیں بناتے ہیں، جنھیں بیرونی دُنیا میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔

کھیس، دریاں اور لُنگیاں پشاور، کوہاٹ، شاہ پور، گکھڑ اور ملتان کی مشہُور ہیں۔ ریشمی کپڑے اور زری کا کام لاہور، گوجرانوالا اور حیدر آباد میں ہوتا ہے۔ بلوچستان میں کمبل بہت اچھے بنتے ہیں۔ لوئیاں اور شالیں جلال پور جٹاں، کوہاٹ، ڈیرہ غازی خاں، سوات، تھرپارکر کی بہت شہرت رکھتی ہیں۔ چمڑے کے کام کے لیے سیالکوٹ اور قصور مشہور ہیں۔

ملتان میں اُونٹ کی کھال سے لیمپوں کے بہت اچھے شیڈ بنتے ہیں۔ لکڑی اور کھیلوں کا سامان سیالکوٹ، لاہور، حیدر آباد اور خان گڑھ میں بنتا ہے۔ گجرات، بہاول پور، ملتان، وہاڑی، حیدر آباد، پشاور اور کوہاٹ میں مٹّی کے بہت خُوب صُورت برتن بنتے ہیں۔ قالین سازی کا کام لاہور اور حیدر آباد میں ہوتا ہے۔ حیدر آباد میں دریاں، لُنگیاں اور سوسی کا دھاری دار کپڑا تیار ہوتا ہے۔ نجیب اللہ (ہزارہ) پشاور، کوہاٹ اور شاہ پُور کی لُنگیاں بہت مشہور ہیں۔

گھریلو دستکاریوں کے علاوہ بڑے پیمانے پر اشیاء تیار کرنے کے لیے کئی جگھوں پر

کارخانے لگائے گئے ہیں -

1- سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے :

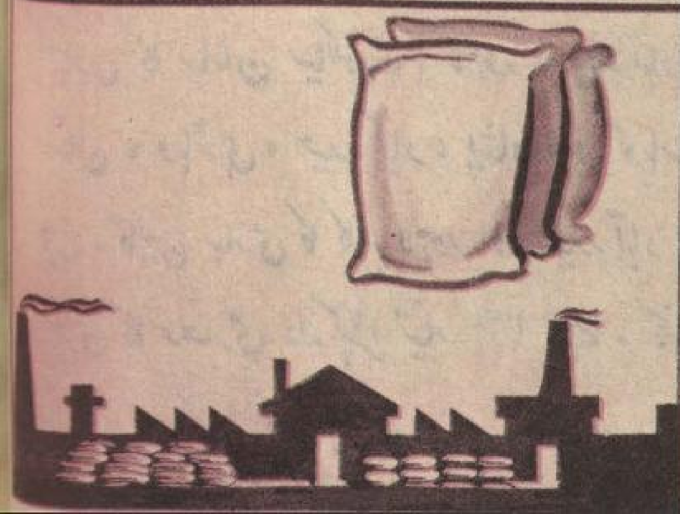
پاکستان میں سُوتی کپڑے کی صنعت نے بہت ترقّی کی ہے - سُوتی کپڑا بنانے کے کارخانے فیصل آباد ، ملتان ، راولپنڈی ، سرگودھا ، جوہر آباد ، رحیم یار خاں ، حیدر آباد ، اوکاڑہ اور کراچی میں قائم کیے گئے ہیں -

2- اُونی کپڑا بنانے کے کارخانے :

صُوبہ سرحد ، بلوچستان اور پنجاب کے خُشک علاقوں میں بہت اقسام کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں - اِس لیے ہرنائی ، بنوں ، نوشہرہ ، لارنس پور ، جھنگ ، قائد آباد اور کراچی میں اُونی کپڑا بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم کیے گئے ہیں جن میں ٹویڈ ،کمبل، قالین









اور غالیچے بھی تیار ہوتے ہیں ۔

3۔ ریشمی کپڑا بنانے کے کارخانے :

کراچی ، لاہور، گوجرانوالا ، فیصل آباد ، ملتان ،سکھر اور حیدر آباد میں ریشمی کپڑا تیار کرنے کے کارخانے لگائے گئے ہیں ۔

4۔ چینی بنانے کے کارخانے :

چینی بنانے کے بڑے بڑے کارخانے مردان ، تخت بھائی ، نوشہرہ ،چارسدہ، راہوالی، بھکر ، لیہ ، جوہر آباد ، چشتیاں ، جھنگ ، منڈی بہاؤالدین ، پسرور ، پتوکی ، دریاخاں اور لاڑکانہ میں قائم ہیں ۔ مُلک بھر میں اور بھی بیشتر کارخانے قائم کیے جارہے ہیں ۔

5۔ سیمنٹ بنانے کے کارخانے :

واہ (راولپنڈی) ، ڈنڈوت (جہلم) ، روہڑی (خیرپور) ، داؤد خیل (میانوالی)،کراچی ، ٹھٹھہ حیدر آباد اور ہزارہ میں سیمنٹ بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں ۔

6۔ کھاد بنانے کے کارخانے :

کھاد بنانے کے کارخانے شیخوپورہ ، داؤد خیل ، ملتان ، فیصل آباد ، جڑانوالا ، ماچھی گوٹھ، ڈھیرکی ، میرپور اور ہری پور میں قائم ہیں ۔

7۔ کاغذ اور گتہ بنانے کے کارخانے :

کاغذ بنانے کے بڑے بڑے کارخانے چارسدہ ، نوشہرہ ، لاہور میں قائم ہیں ۔ حیدر آباد میں اخباری کاغذ تیّار کرنے کا کارخانہ زیرِ تعمیر ہے ۔ گتّہ بنانے کے لیے راہوالی ، لاہور اور شیخوپورہ میں کارخانے لگائے گئے ہیں ۔

8۔ شیشہ سازی کے کارخانے :

شیشہ سازی کے کارخانے حیدرآباد اور کراچی میں ہیں ۔ البتّہ چھوٹے چھوٹے کارخانے لاہور، شیخوپورہ ، گکھڑ، جہلم اور ملتان میں بھی ہیں ۔

9۔ لوہا اور فولاد بنانے کے کارخانے :

لوہے کا سامان تیّار کرنے کے بڑے بڑے کارخانے لاہور اور کراچی میں قائم ہیں۔ اب کالا باغ میں بھی فولاد کا کارخانہ لگانے کی تجویز زیرِ غور ہے ۔ اِس کے علاوہ ٹیکسلا میں بھاری مشینیں بنانے کا کارخانہ کام کر رہا ہے۔کراچی میں فولاد بنانے کا بہت بڑا کارخانہ بنایا گیا ہے

10۔ دیا سلائی بنانے کے کارخانے :

گڑھی حبیب اللہ (ہزارہ) اور شاہدرہ میں دِیا سلائی بنانے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہیں ۔ اِن بڑے بڑے کارخانوں کے علاوہ اب کئی شہروں میں دِیا سلائی بنانے کے چھوٹے چھوٹے کارخانے بھی لگ گئے ہیں ۔

11۔ بسکٹ بنانے کے کارخانے :

بسکٹ بنانے کے لیے ساہیوال ، لاہور ، سکھر اور کراچی میں کارخانے لگائے گئے ہیں۔

اشارات برائے اساتذہ : مشہور کارخانے بچّوں کو نقشہ میں دکھائیں ۔

سوالات

1 ۔ پاکستان کی اہم گھریلو دستکاریوں کا ذکر کیجیے اور بتائیے کہ کون کون سے علاقے ان دستکاریوں کے لیے مشہور ہیں؟

2 ۔ پاکستان کی اہم صنعتوں کے بارے میں لکھیے ۔

3 ۔ خالی جگہ پُر کریں :

(i) ________ میں کمبل بہت اچھے بنتے ہیں ۔

(ii) پاکستان کی گھریلو دستکاریوں کو ________ میں بہت پسند کیا جاتا ہے ۔



ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل

کسی مُلک کی خوش حالی کا اندازہ وہاں کے ذرائع آمد و رفت سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہ ذرائع جتنے اچھے اور تیز رفتار ہوں گے ، اتنی ہی جلدی وہ مُلک ترقّی کرے گا ۔ پاکستان اِس لحاظ سے خوش قسمت ہے ۔ یہاں ذرائع آمد و رفت اچھّے ہیں اور اِن میں روز بروز ترقّی ہو رہی ہے ۔ حکومت اچھّی سڑکیں اور ریلوے لائنیں بنانے کی فکر میں ہے۔

ریلوے بورڈ

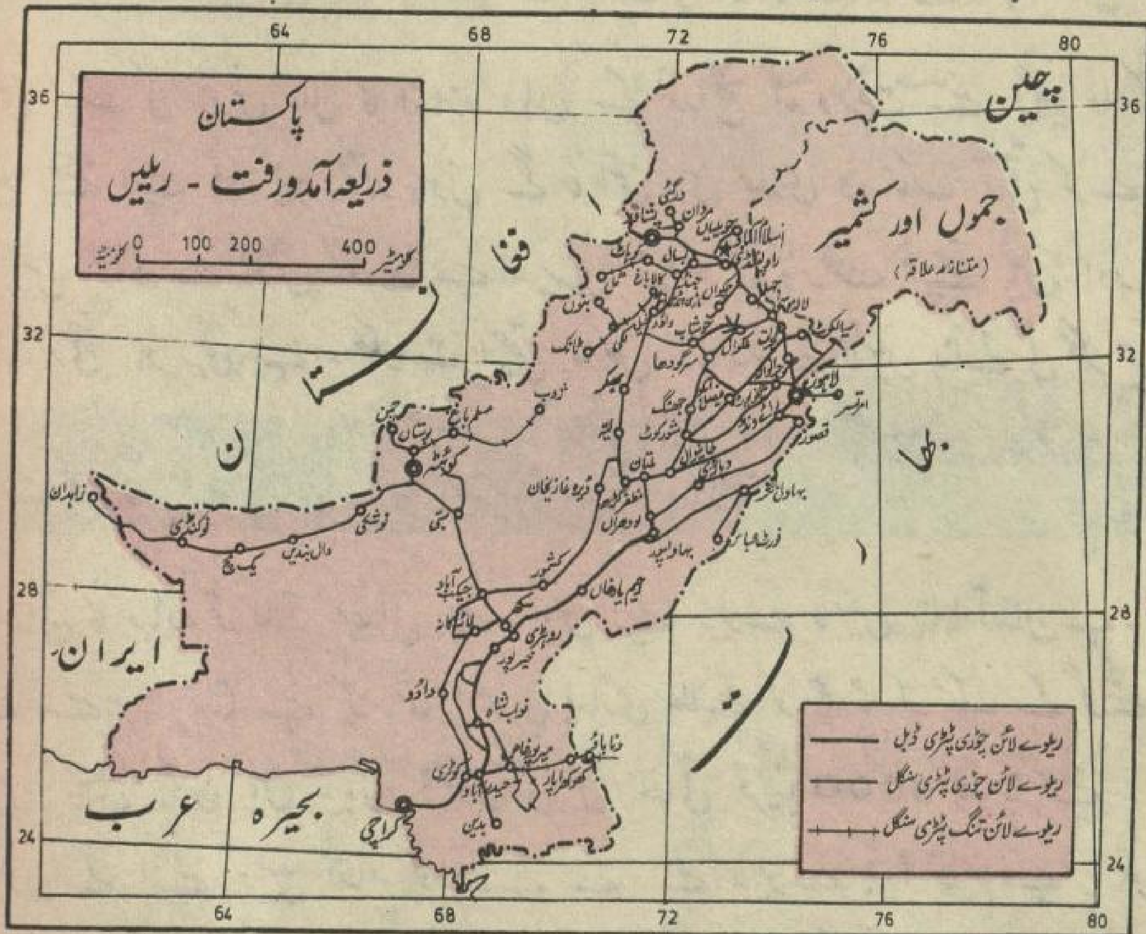
پاکستان کا زیادہ تر علاقہ میدانی ہے ، اِس لیے ریلوے لائنیں بنانا آسان ہے ۔ نقشے کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ شمال مغربی پہاڑی علاقے کو چھوڑ کر مُلک کے گوشے گوشے میں ریلیں پھیلی ہُوئی ہیں ۔ اِن لائنوں کی کُل لمبائی قریباً 9000 کلومیٹر ہے ۔

ریلوں کے اِتنے وسیع نظام کو چلانے کے لیے ریلوے بورڈ قائم ہے جس کا صدر دفتر لاہور میں رہا ہے ۔ اِس کا چیئرمین ، ریلوے کی کارکردگی کا ذمّہ دار ہوتا ہے ۔ اب صدر دفتر اِسلام آباد میں منتقل کیا جا چکا ہے ۔

چوتھی جماعت میں پڑھایا جا چکا ہے کہ لاہور میں ایک بہت بڑی ورکشاپ ہے جس میں ریل کے پرانے ڈبّوں کی مرمت کی جاتی ہے اور نئے ڈبّے بھی بنائے جاتے

ہیں - اِس کا نام مغل پُورہ ریلوے ورک شاپ ہے - اِسلام آباد کی ورک شاپ میں بھی نئے ڈبّے بنائے جاتے ہیں - جہلم کی ورک شاپ میں لوہے کے پُل بنائے جاتے ہیں جو ریلوے لائنوں کے راستے میں آنے والے نالوں اور نہروں پر بچھائے جاتے ہیں. ایسی ہی ورک شاپیں سکھر اور حیدر آباد میں بھی بنائی گئی ہیں - اِن بڑی ورک شاپوں کے علاوہ عام مرمت کے لیے مختلف سٹیشنوں پر شیڈ بنے ہُوئے ہیں -

نیچے دیے گئے ریلوں کے نقشے کو غور سے دیکھیں اور اِس میں دی گئی ریلوے لائنوں کا ایک چارٹ تیّار کریں -



چند ایک بڑی بڑی ریلوے لائنیں مندرجہ ذیل ہیں :

پشاور سے کراچی

پاکستان ریلوے کی سب سے لمبی لائن پشاور سے کراچی تک ہے - پشاور سے

آگے ریلوے لائن لنڈی کوتل تک بھی جاتی ہے۔ لنڈی کوتل مغرب کی طرف ہمارا آخری سٹیشن ہے۔ اِس کے بعد افغانستان کا ملک شرُوع ہو جاتا ہے۔

گاڑی پشاور سے چل کر نوشہرہ، اٹک سے ہوتی ہوئی راولپنڈی آتی ہے۔ راولپنڈی سے آگے جہلم، لالہ موسیٰ، گجرات، وزیر آباد اور گوجرانوالا سے ہوتی ہُوئی گاڑی لاہور پہنچتی ہے۔ لاہور سے آگے چل کر ساہیوال اور خانیوال سے ہوتی ہُوئی ملتان پہنچتی ہے۔ ملتان سے گاڑی بہاول پور، روہڑی، خیرپور اور حیدر آباد ہوتی ہُوئی کراچی پہنچتی ہے۔ اِس لائن پر کراچی پاکستان ریلوے کا آخری سٹیشن ہے۔

لالہ موسیٰ سے خانیوال:

لالہ موسیٰ سے ایک لائن سرگودھا اور فیصل آباد ہوتی ہُوئی خانیوال سٹیشن تک جاتی ہے جہاں یہ لائن کراچی جانے والی بڑی لائن سے مِل جاتی ہے۔

کراچی سے کوئٹہ:

کراچی سے ایک لائن درّہ بولان سے گزر کر کوئٹہ پہنچتی ہے۔ راستے میں کوٹری، دادُو، جیکب آباد، خان گڑھ اور سبّی بڑے بڑے سٹیشن آتے ہیں۔

روہڑی سے چمن

یہ ریلوے لائن، روہڑی براستہ جیکب آباد، کوئٹہ اور چمن جاتی ہے۔

ملتان سے راولپنڈی

صُوبہ پنجاب کے مغربی علاقوں کو آپس میں مِلانے کے لیے ایک ریلوے لائن ملتان سے براستہ مظفر گڑھ، کوٹ ادّو، کندیاں، داؤد خیل، اٹک، ٹیکسلا ہوتی ہُوئی راولپنڈی پہنچتی ہے۔ اب اِس ریلوے لائن پر تیز رفتار گاڑی چلائی گئی ہے۔

لاہور سے ماڑی اِنڈس

یہ ریلوے لائن لاہور، شاہدرہ، شیخوپورہ، سانگلہ ہِل، فیصل آباد، سرگودھا، جوہر آباد،

میانوالی ہوتی ہُوئی ماڑی اِنڈس پہنچتی ہے ۔ اِن بڑی بڑی لائنوں کے علاوہ اکثر بڑے بڑے شہر اور قصبے ریلوے لائن کے ذریعے آپس میں مِلے ہُوئے ہیں ۔ ایک اور اہم ریلوے لائن کوٹ اَدّو سے ڈیرہ غازی خاں اور روجھان سے ہوتی ہُوئی کشمور تک جاتی ہے۔

روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ

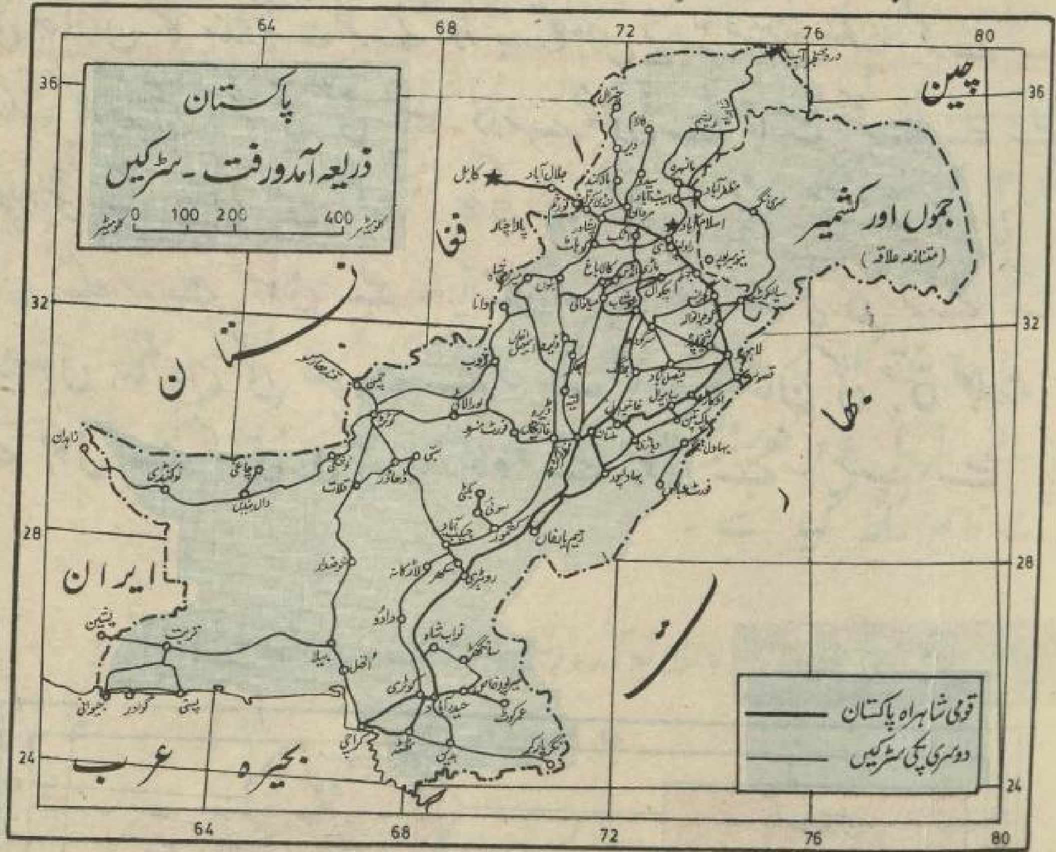
سڑکوں کے انتظام میں ہماری وفاقی حکومت بھی حِصّہ لیتی ہے اور بڑی بڑی سکیموں کو مکمّل کرتی ہے ، لیکن زیادہ تر سڑکوں کا انتظام صُوبوں کے پاس ہے ۔ ہر صوبے میں صوبائی روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ہیں ، جن کے ذِمّے سڑکوں کی دیکھ بھال کے علاوہ بسوں اور ٹرکوں کے چلانے کے لیے قانون بنانا ، حادثوں کی روک تھام کے لیے اقدام کرنا اور سرکاری بسوں کا انتظام کرنا ہے ۔

پاکستان میں ریلوں کی طرح سڑکوں کا اِنتظام بھی بہت اچّھا ہے ۔ تمام بڑے بڑے قصبے اور شہر آپس میں سڑکوں کے ذریعے مِلے ہوئے ہیں تاکہ دیہات کی پیداوار کو جلد سے جلد شہروں تک پہنچایا جائے اور شہروں کی بنی ہُوئی اشیاء دیہات تک پہنچائی جائیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اِن سڑکوں پر دن رات بسیں اور ٹرک چلتے نظر آتے ہیں ۔ پاکستان میں تقریباً 35180 کلومیٹر لمبی اچھّی سڑکوں کا جال بِچھا ہُوا ہے ۔

بڑی بڑی سڑکیں تُورخم سے لاہور ، لاہور سے کراچی ، لاہور سے کوئٹہ ، کوئٹہ سے کراچی ، لاہور سے ماڑی اِنڈس ، اٹک سے ملتان ہیں ۔ شمال مغربی حِصّے میں جہاں ریلوے لائن نہیں وہاں پکّی سڑکیں بنی ہوئی ہیں ۔ دیہات آپس میں کچّی سڑکوں سے مِلے ہُوئے ہیں ۔

کِسی بھی مُلک کی اقتصادی ترقّی کا چونکہ اچھّے ذرائع آمد و رفت سے گہرا تعلّق ہوتا ہے ، اِس لیے حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان میں اچھّے ذرائع

آمدورفت کا جال بچھا دیا جائے ۔



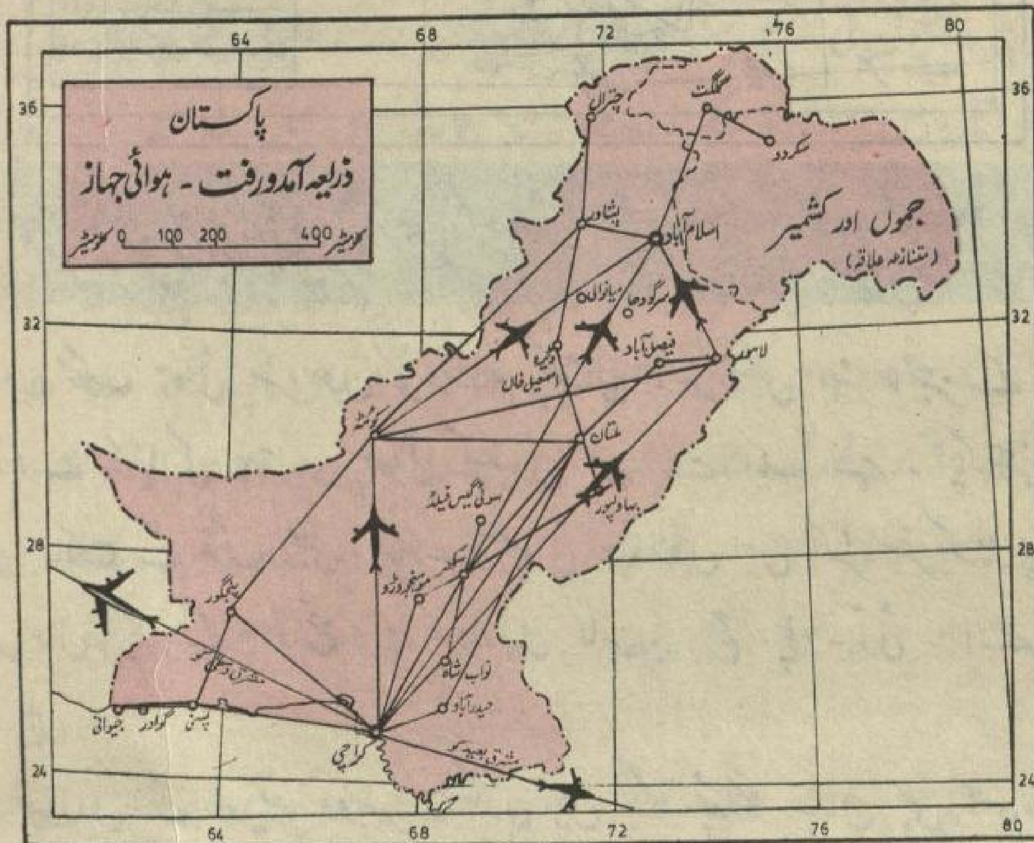
پاکستان اِنٹرنیشنل ایئر لائینز

اندرونِ مُلک ہوائی سروسوں کا انتظام پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائینز کے پاس ہے۔ پی ۔ آئی ۔ اے دُنیا کی بہترین ہوائی کمپنیوں میں سے ایک ہے ۔ پاکستانیوں کے علاوہ باقی ممالک کے لوگ بھی ہمارے ہوائی جہازوں میں اکثر سفر کرنا پسند کرتے ہیں ۔ ہر سال حج کے موقع پر ہزاروں عازمینِ حج پی ۔ آئی ۔ اے کے ذریعے سفر کرتے ہیں ۔

اِن جہازوں کے ذریعے دوسرے مُلکوں میں ہلکا پُھلکا سامان بھی بھیجا جاسکتا ہے اور وہاں سے لایا بھی جا سکتا ہے ۔

پاکستان شپنگ کارپوریشن

تجارتی جہازوں کا بندوبست کرنے اور بندرگاہوں پر بہتر سہولتیں مہیّا کرنے کے لیے پاکستان شپنگ کارپوریشن قائم کی گئی ہے۔ دُوسرے مُلکوں سے تجارت کرنے کے لیے پاکستان شپنگ کارپوریشن کے پاس اِس وقت 52 جہاز ہیں۔ کچھ تجارت بیرونی مُلکوں کے جہازوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ پاکستان کو اپنی ضرورت پُوری کرنے کے لیے ابھی اور بیسیوں جہازوں کی ضرورت ہے۔ اب تک پاکستان کی جتنی تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے کراچی ہی کی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔ جب سے پاکستان



بنا ہے کراچی کی بندرگاہ کو کشادہ کیا جا رہا ہے تاکہ پاکستان کی بڑھتی ہوئی تجارت کو سنبھال سکے ۔ اِس کا اندازہ اِس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جس وقت پاکستان بنا اُس وقت کراچی کی بندرگاہ پر صرف 28 لاکھ ٹن سامان اُتارا اور لادا جا سکتا تھا، لیکن اب پہلے کی نسبت پانچ گُنا سے بھی زیادہ سامان کی نقل و حرکت کا انتظام ہے ۔ کراچی کی بندرگاہ پر دن رات کام ہوتا رہتا ہے ۔

پورٹ قاسم

کراچی کی بندرگاہ پر کام کا بوجھ کم کرنے اور مزید گنجائش پیدا کرنے کے لیے کراچی سے قریباً 19 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک نئی بندرگاہ بنائی جا رہی ہے جس کا نام پورٹ قاسم رکھّا گیا ہے ۔

اشارات برائے اساتذہ : ذرائع آمد و رفت نقشہ کی مدد سے پڑھائیں ۔

سوالات

1 اچھے ذرائع آمد و رفت کسی ملک کی ترقی کے لیے کیوں ضروری ہیں ؟

2 ملتان سے راولپنڈی جانے والی ریلوے لائن کون کون سے ریلوے سٹیشن سے ہوتی ہوئی راولپنڈی پہنچتی ہے ۔

3 خالی جگہ پُر کیجیے :

(i) پاکستان میں ریلوے لائنوں کی کُل لمبائی قریباً ________ کلومیٹر ہے ۔

(ii) ریلوے بورڈ کا انتظام ایک ________ کرتا ہے ۔

(iii) ریلوے بورڈ کا صدر دفتر ________ میں ہے ۔

(iv) لاہور کی بڑی ورکشاپ ________ میں ہے ۔



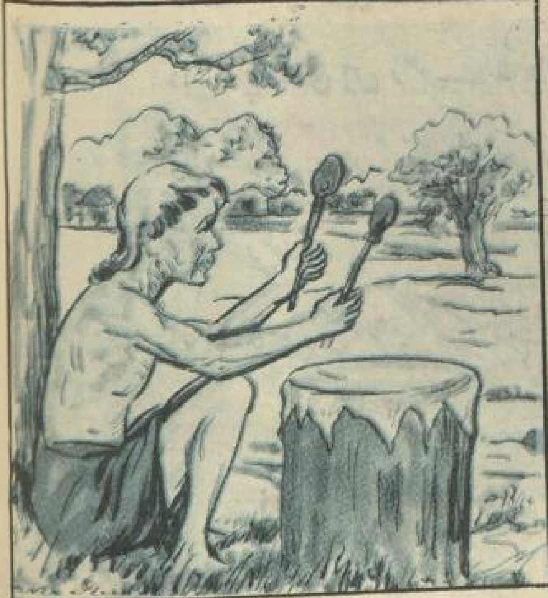
ذرائع ابلاغ



ابلاغ کا مطلب ہے، کسی بات یا خبر کو دوسرے تک پُہنچانا ۔ ہم اپنی روزمرّہ زندگی میں بول کر، اشارے سے یا لکھ کر اپنی بات دُوسروں تک پہنچاتے ہیں ۔

اگر کسی کو قریب ہی سے کوئی بات یا خبر دینا ہو تو ہم بول کر یا اشارے سے بات پُہنچا دیتے ہیں ۔ اگر کوئی دُور ہو اور وہاں تک ہماری آواز نہ پہنچے تو ہم خط لکھ کر، ٹیلی فون یا تار سے پیغام پُہنچاتے ہیں ۔

ہماری حکومت نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سٹیشن



اشارات برائے اساتذہ : ○ ذرائع ابلاغ کی ہماری روزمرّہ زندگی میں کیا افادیّت ہے ؟ ان سے ہمیں کیا فائدے پہنچتے ہیں ۔ محترم اساتذہ بچّوں کو مثالوں سے سمجھائیں ۔

○ علم حاصل کرنے اور نئی باتوں کے سیکھنے میں ذرائع ابلاغ کیسے ہماری مدد کرتے ہیں ۔ مثالوں سے بچّوں کو سمجھائیں ۔





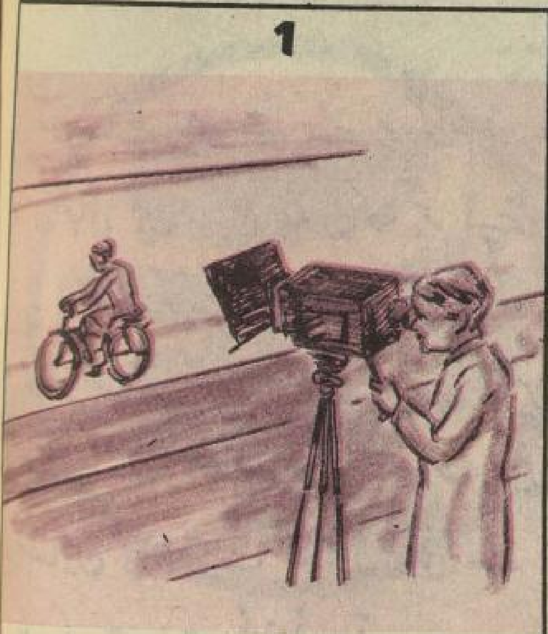


کھول رکھے ہیں جن سے پروگرام اور دُوسری باتیں نشر کی جاتی ہیں ۔ اِن باتوں کو ہم اپنے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر موصول کر سکتے ہیں ۔ اِن تمام ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ اخبار اور کتابیں بھی باتیں پُہنچانے کا سب سے اہم ذریعہ ہیں ۔ اخبار میں خبروں اور مضامین کی حیثیت عارضی ہوتی ہے تاہم کتابوں میں لِکھ کر جو بات پُہنچائی جاتی ہے ، وہ مُستقل حیثیت رکھتی ہے ۔

پرانے زمانے میں طویل فاصلے سے اگر کوئی اطلاع پہنچانا ہوتی تھی تو لوگ آگ جلا کر یا ڈھول پیٹ کر پُہنچاتے تھے ۔ اگر کوئی چِٹھی جلد بھیجنا ہوتی تو تیز رفتار گھوڑوں سے مدد لی جاتی ۔ جب کوئی تاجر کسی دُوسرے شہر سامان لینے جاتا تو اپنے ساتھ کبُوتر لے جاتا ۔ اگر اُس شہر سے اسے اپنے گھر کوئی پیغام فوری پُہنچانا ہوتا تو کبوتر کے پاؤں کے ساتھ چِٹھی باندھ دیتا، کبُوتر واپس گھر چلا آتا ، اس طرح گھر والوں کو تاجر کی خبر مِل جاتی ۔ اب بھی کئی شہروں میں ڈھنڈورچی گھنٹی یا ڈھول بجا کر لوگوں کو متوجّہ کرتا ہے اور پھر بلند آواز میں خبر سُنا دیتا ہے ۔

پاکستان میں ذرائع ابلاغ میں بہُت ترقّی ہُوئی ہے۔ اب زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ سہولت پہنچائی جا رہی

1



2



3



ہے۔ اِس کے لیے مرکزی حکومت نے ایک محکمہ بنا رکھا ہے جو ذرائع ابلاغ کی نگرانی اور اِنتظام کرتا ہے۔

ریڈیو آج سے قریباً ستر سال پہلے ریڈیو ایجاد ہُوا تھا۔ اِس پر دُنیا کے کسی بھی حصّے سے نشر ہونے والے پروگرام سُنے جا سکتے ہیں۔

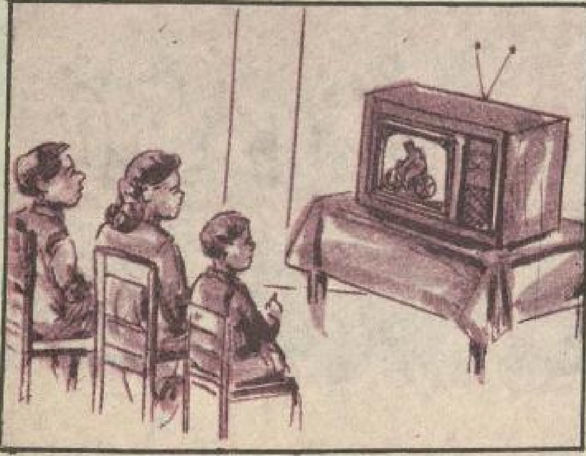
ہمارے مُلک میں آزادی کے وقت چند ایک ریڈیو سٹیشن تھے، اب سولہ ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں۔ اِن کے نام یہ ہیں۔ پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی لاہور، ملتان، بہاولپور، کوئٹہ، حیدر آباد، گلگت، سکردو خیرپور، خضدار، تُربت، ڈیرہ اسماعیل خاں، فیصل آباد اور کراچی۔

ریڈیو پر خبروں کے علاوہ معلوماتی، تفریحی، مذہبی اور قریباً ہر قسم کے پروگرام سُنے جا سکتے ہیں۔

ٹیلی ویژن پاکستان میں پہلا ٹیلی ویژن سٹیشن 1964 میں لاہور میں قائم ہُوا۔ اب پشاور، اسلام آباد، لاہور کوئٹہ اور کراچی میں ٹی۔ وی سٹیشن قائم ہیں۔ ٹیلی ویژن پر اِن سٹیشنوں کے علاوہ بیرونی دُنیا کے پروگرام بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ٹیلی فون اور تار اگر کوئی بات یا خبر بہُت ہی جلد پُہنچانا ہو تو ٹیلی فون یا تار کی مدد لی جاتی ہے۔ اِس کام کے لیے حکومت نے جگہ جگہ پبلک کال آفس کھول

4



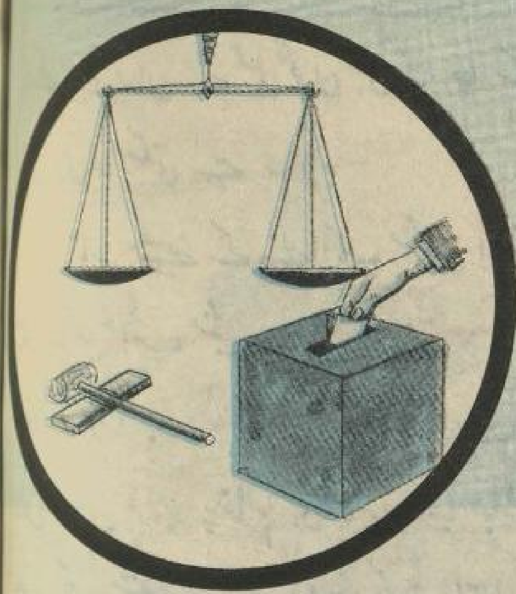
رکھے ہیں۔ یہاں سے ٹیلی فون بھی کیا جا سکتا ہے اور تار بھی دی جا سکتی ہے ۔

تار بھیجنے کے لیے ایک مشین اِستعمال کی جاتی ہے جو بالکل ٹائپ مشین سے ملتی جُلتی ہے ۔ جس شہر میں پیغام بھجوانا ہو وہاں بھی ایک ایسی ہی مشین ہوتی ہے۔ اس مشین پر جو پیغام بھی ٹائپ کیا جائے دُوسرے شہر میں رکھی مشین پر اُسی وقت لِکھا جاتا ہے ۔ یہاں سے پیغام فوری طور پر جن گھروں میں بھیجنا ہو ، پہنچا دیا جاتا ہے ۔

سوچنے کی باتیں



- آپ لاہور میں رہتے ہیں ۔ آپ کو کراچی میں کسی عزیز سے فوری مشورہ کرنا ہے ۔ ایسی صُورت میں آپ کیا کرنا پسند کریں گے ؟
- آج میرے دوست کی شادی ہے ۔ امّی کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میرا وہاں جانا ممکن نہیں ۔ شادی یہاں میرے گھر سے قریباً 300 کلومیٹر دُور ایک شہر میں ہے ، ورنہ بھاگ کر میں دوست کو مبارک باد دے آتا ۔ صبح سے فون پر کوشش کر رہا ہوں مگر پبلک کال آفس والے کہتے ہیں کہ بارش کی وجہ سے فون ممکن نہیں۔ اب آپ سب دوست مجھے مشورہ دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے ؟



مُلک کا اِنتظام

ہر کھیل کے چند اُصول ہوتے ہیں ۔ ہاکی کے کھیل میں گول صرف ڈی سے لگائی ہوئی ہٹ پر ہوتا ہے ۔ پٹھو گرم میں پٹھو توڑنے پر اگر کِسی کو گیند لگ جائے تو باقی سب کھلاڑیوں کی باری ختم ہو جاتی ہے ۔ اگر کوئی کھلاڑی اُصولوں پر عمل نہ کرے تو دُوسرے ساتھی کھلاڑی یا ریفری اس کو ایسا کرنے سے روکتے ہیں ۔ کھیل کے اُصولوں پر عمل کیا جائے تو مزا بھی آتا ہے اور کھیل اچھّے طریقے سے مکمّل ہوتا ہے ۔

ایک کُنبے سے لے کر سکُول ، شہر ، دیہات اور مُلک تک ، سب کے کام خاص اُصولوں پر ہی کیے جاتے ہیں ۔

قدیم زمانے میں مختلف کُنبے مِل کر رہتے تھے ۔ اس کو قبیلہ کہا جاتا تھا ۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا ۔ ایک عِلاقے میں کئی ایک قبیلے رہتے تھے ۔ یہ کئی دفعہ کسی بات پر آپس میں جھگڑ پڑتے تھے اور اِس طرح کئی لوگ مارے جاتے تھے ۔ ان لڑائیوں کو روکنے کے لیے مُختلف سرداروں نے مِل کر اُصول بنا لیے اور جو کوئی اُصول کی پروا نہ کرتا ، پُورا قبیلہ اپنے سردار کے ساتھ مِل کر اُسے سزا دیتے ۔ آہستہ آہستہ یہی قبائل مِل کر ایک ریاست بن گئے اور اس

اشارات برائے اساتذہ : ○ انتظام کیوں ضروری ہوتا ہے ۔

○ مُلکی انتظام میں ایک فرد کیسے اپنا کردار ادا کرتا ہے ۔ آسان طریقے سے بچّوں کو سمجھائیں ۔

کا انتظام ایک حکمران کرتا تھا۔

ایک ریاست کو چلانے کے لیے بنیادی طور پر تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

1۔ ایسا اِدارہ ہو جو قانون بنائے۔

2۔ ایسا اِدارہ ہو جو قانون کے مطابق فیصلے کرے۔

3۔ ایسا اِدارہ ہو جو انتظام سنبھالے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے وطن میں اِن تینوں باتوں کے لیے کون کون سے اِدارے ہیں۔

ہمارے مُلک کا پُورا نام اِسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ پاکستان کا مطلب ہے، پاک سرزمین۔ جمہوریہ کا مطلب ہے، ایسا مُلک جہاں کسی ایک شخص کی حکومت نہیں، بلکہ اِس میں بسنے والے سب لوگوں کی حکومت ہے۔ اِس طرح اِسلامی جمہوریہ پاکستان کا مطلب ہوا ـــــ ایسی پاک سرزمین جس میں اِس کے بسنے والوں اور اسلامی قانون کی حکومت ہے۔

جب یہ کہا جائے کہ ہمارے مُلک میں یہاں بسنے والوں کی حکومت ہے تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص مُلکی معاملات میں دخل اندازی کر سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے تو کوئی کام بھی درست طور پر نہ ہو پائے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہر علاقے میں لوگ اپنی پسند کے ایک شخص کو ووٹ دے کر چُن لیتے ہیں۔ ہر علاقے سے ایک کونسلر چُنا جاتا ہے، جو علاقے کے مسائل مقامی طور پر حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک صوبائی اسمبلی کا ممبر چُنا جاتا ہے، جو صُوبے کی سطح پر اپنے علاقے کے مسائل کو پہنچاتا ہے اور ایک ممبر قومی اسمبلی کا چُنا جاتا ہے جو مُلکی سطح پر اپنے علاقے کے مسائل لے جاتا ہے۔ اِس طرح ہر چھوٹے سے چھوٹے علاقے میں بسنے والوں کی رائے اور مسائل، مقامی سے مُلکی سطح تک پُہنچتے ہیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قومی اور صُوبائی اسمبلیاں مُلک میں انتظام کے لیے قانون بھی بناتی ہیں۔ اِن اسمبلیوں میں ہمارے منتخب نمائندے ہماری رائے کی روشنی میں قانون یا فیصلے کرتے ہیں۔

مرکزی حکومت

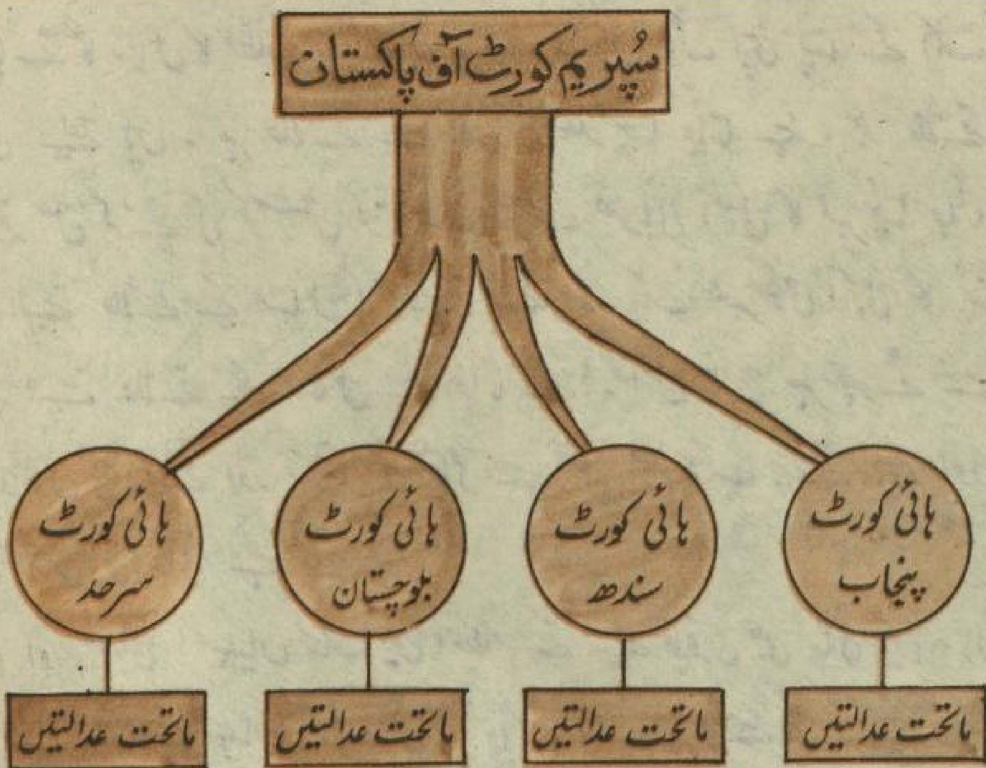
صدرِ پاکستان، مُلک کا سربراہ ہوتا ہے۔ البتّہ مُلکی انتظام کی دیکھ بھال کی ذمّے داری وزیرِاعظم پاکستان کے سپُرد ہوتی ہے۔

مُلکی اِنتظام کو چلانے کی غرض سے کئی مرکزی محکمے قائم ہیں۔ ہر محکمے کا دفتری سربراہ مرکزی یا وفاقی سیکرٹری ہوتا ہے، جو ایک وزیر کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ وفاقی وزیر قومی اسمبلی کے ممبران سے چُنا جاتا ہے۔ یہ سب مِل کر وزیرِاعظم کی مدد کرتے ہیں۔

آپ کو عِلم ہے کہ ہر صُوبے میں انتظام کے لیے محکمے ہوتے ہیں۔ ان کا بھی سربراہ ایک سیکرٹری ہوتا ہے جو وزیر کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ صُوبائی وزیر صوبائی اسمبلی کے منتخب ممبروں میں سے چُنا جاتا ہے۔ جو مسائل صوبائی حکومت حل نہ کرسکے، وفاقی یا مرکزی حکومت اِسے حل کرنے کی کوشِش کرتی ہے۔ صوبائی حکومت، وفاقی حکومت کے مشورے سے انتظام چلاتی ہے۔ صُوبوں میں گورنر سربراہ ہوتا ہے اور اس کی مدد وزیرِ اعلیٰ کرتا ہے۔

سپریم کورٹ

آپ کو معلوم ہے کہ تحصیل کی سطح پر کچھ عدالتیں ہوتی ہیں۔ یہ عدالتیں



زمین یا لڑائی جھگڑے کے مقدمات کا فیصلہ کرتی ہیں ۔ اگر کسی شخص یا فریق کو یہ فیصلہ منظور نہ ہو تو وُہ صُوبے کی سب سے بڑی عدالت ، ہائی کورٹ سے اِنصاف طلب کرتا ہے ۔ اگر اس کا فیصلہ بھی اِسے منظور نہ ہو تو پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سُپریم کورٹ میں درخواست دے گا ۔ یہاں جو بھی فیصلہ ہو گا وہ آخری ہو گا ۔

سپریم کورٹ کا مستقل دفتر تو اسلام آباد میں ہے تاہم ضرورت کے مطابق یہ عدالت دُوسری جگھوں پر بھی اپنے اجلاس کر سکتی ہے ۔ اس عدالت کے سب سے بڑے جج کو چیف جسٹس آف پاکستان کہتے ہیں ۔



سوچنے کی باتیں

* میرے دوست کی آئندہ ہفتے شادی ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ بارات اور ولیمے کے سارے کام اچھے طریقے سے ہو جائیں ۔ اِس کے لیے آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم کیونکر سب کام اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں ۔
* اگر یہ کہا جائے کہ ہم سب مل کر اپنی حکومت چلاتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو پاتا ہے ۔
* ہمارا کسی شخص سے زمین کا مقدمہ چل رہا ہے ۔ ہمارے شہر کی عدالت نے ہمارے خلاف فیصلہ سُنایا ہے مگر ہم مطمئن نہیں ، آپ مشورہ دیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ۔
* ہمارے علاقے میں سڑکیں اور نکاس کی نالیاں ٹوٹی ہوئی ہیں ، ہم نے اپنے علاقے کے صوبائی اسمبلی کے ممبر سے شکایت کی ۔ اُنھوں نے ٹاؤن کمیٹی کے سربراہ سے بات کی ۔ مگر ٹاؤن کمیٹی والوں نے کہا کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں ۔ اب ہمارے ممبر صوبائی اسمبلی کیا کریں گے ؟ آپ سوچ کر بتائیں ۔



تحفّظِ عامہ

آپ اکثر سُنتے ہیں کہ فلاں چیز بڑی قیمتی ہے ، اِس کی حفاظت کرنی چاہیے ۔آپ نے ضرور سوچا ہوگا کہ قیمتی چیز کیا ہوتی ہے ؟

قیمتی چیز وُہ نہیں جو بڑی قیمت دے کر حاصل کی گئی ہو ــــــ جتنی کوئی چیز ہمارے لیے اہم ہوگی ، اِتنی ہی وہ قیمتی ہوگی ۔ گھر میں سُوئی کی بھی ایک اہمیّت ہے ، اِسی لیے تو امّی جان اِسے ڈِبیا میں سنبھال کر رکھتی ہیں، تاکہ جب بھی آپ کا بٹن ٹُوٹے، تو وہ فوراً ٹانک دیں ۔ روپیہ پیسہ اور سونا بھی قیمتی ہوتا ہے اِسی لیے اِسے بھی سنبھال کر رکھا جاتا ہے ۔ روپے پیسے کے بغیر ایک دن بھی گزُارنا مُشکل ہوتا ہے اور ضرُورت کے وقت سونے کو بیچ کر کام چلایا جاتا ہے ۔ اِس طرح گھر میں سُوئی سے لے کر سونے تک سب اہم ہیں ۔

چیزوں سے بڑھ کر ہمارے اِرد گرد بَسنے والے لوگ اہم ہیں ۔ اِنھی لوگوں کی بدولت ہماری زندگی کے کام چلتے ہیں اور ہماری ضروریات پُوری ہوتی ہیں ۔ کِسان ہمارے لیے خوراک اُگاتے ہیں ، ڈاکٹر ہمیں بیماریوں سے بچاتے ہیں ، پولیس اور فوج ہماری حفاظت کرتی

اشارات برائے اساتذہ : * قیمتی اور اہم چیز کیا ہوتی ہے ۔ عام زندگی میں اہم اور قیمتی چیز کا کردار بچّوں کو آسان طریقے سے سمجھائیں ۔

* سُوچنے کی باتوں میں دوسرے سوال کو اُستاد صاحب کلاس میں پیش کریں اور پھر بچّوں سے بحث کروائیں ۔

ہے ، اُستاد ہمیں پڑھاتے ہیں اور سائنس دان نئی ایجادات کرکے ہماری زندگی کے کام آسان کرتے ہیں ۔ یہ سب لوگ ہمارے لیے اہم ہیں ، اِس لیے یہ بہُت ہی قیمتی ہیں ۔ اِن میں جو بھی اہم کام کرے یا ہمیں زیادہ سہُولتیں پُہنچائے ، وہ سب سے زیادہ قیمتی اِنسان ہوتا ہے ۔

پاکستان ہمارا مُلک ہے جہاں ہم سب رہتے ہیں ۔ اسی کی زمینوں پر کسان خوراک اُگاتا ہے اِسی کی دولت سے سکُول ، کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں ، جہاں پڑھ کر ہم ڈاکٹر ، انجینئر ، اُستاد اور سائنس دان بنتے ہیں ۔ یہی پاکستان کی زمین ہماری اپنی ہے ، جسے ہم اپنا کہ سکتے ہیں ، ورنہ کسی دُوسرے مُلک میں تو ہم محض اجنبی اور غیر ہی ہوتے ہیں ۔ اور پھر یہی ہمارا اپنا ملک ہے جو ہمارے لیے سیرگاہیں ، چڑیا گھر اور سہُولت کی چیزیں بناتا ہے ۔ ہمارے مُلک کی بدولت ہی لوگ ہیں ، جو ہمارے لیے کام کرتے ہیں ۔ اس طرح ہمارے لیے سب سے قیمتی اور اہم ہمارا مُلک پاکستان ہے ۔

اگر ہم پاکستان کی حفاظت کرنا چاہیں تو ہمیں اس میں بسنے والوں اور اِس کی سرزمین کی حفاظت بھی کرنا ہوگی ۔ اِس کے لیے کئی محکمے قائم ہیں ۔ مُلک کی حدوں کی حفاظت ہماری افواج کرتی ہیں اور لوگوں اور اُن کے مال کی حفاظت پولیس کے ذِمّے ہے ۔



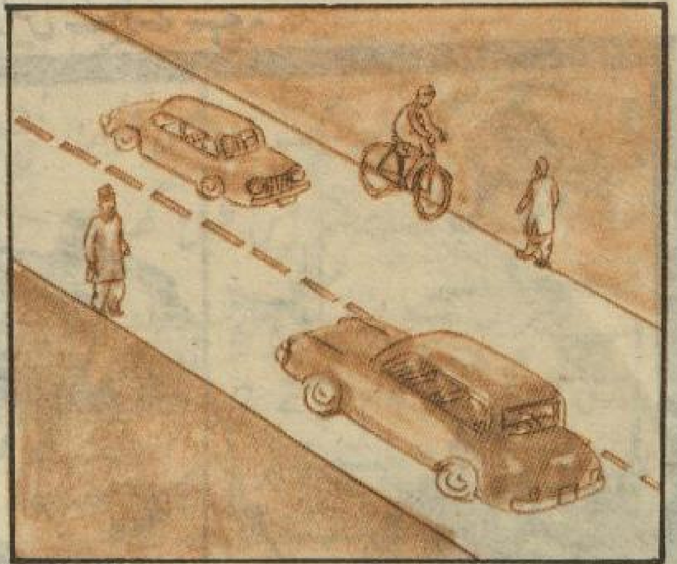
مسلح افواج

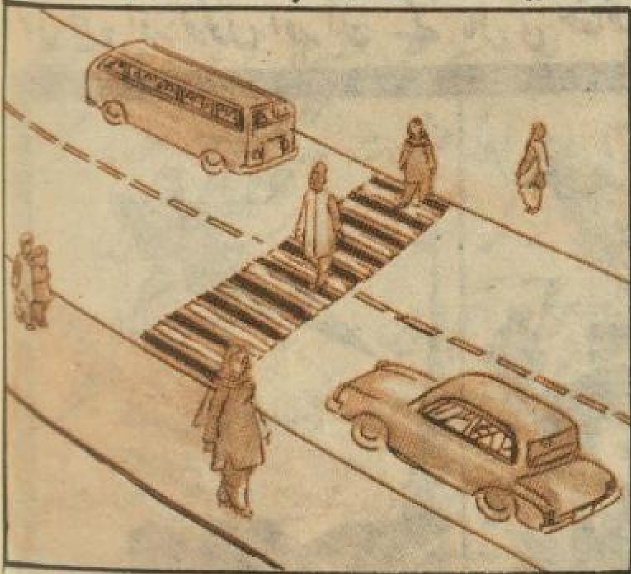
اگر کوئی مُلک ہماری زمینی حدُود پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو ہماری برّی افواج حفاظت کرتی ہیں۔ اگر کوئی ہمارے سمندری علاقے میں دخل اندازی کرے تو بحری افواج اس کا مقابلہ کرتی ہیں اور اگر کوئی ہمارے مُلک کی فضاؤں میں اپنے جہاز یا ہیلی کوپٹر بُری نیّت سے بھیج دے تو ہماری فضائی افواج اس کو یہاں سے نکال باہر کرتی ہیں۔ اِس طرح یہ تینوں افواج مِل کر ہمارے مُلک کی حدوں اور علاقے کی حفاظت کرتی ہیں۔

پولیس

ہر کام یا بات، خواہ یہ کتنی ہی معمُولی ہو، اگر اس سے کسی کو تکلیف ہو، بُری ہوتی ہے۔ ہمارے مُلک میں ہی بسنے والے کچُھ لوگ بُرے کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ ان کے بُرے کاموں سے دُوسروں کو تکلیف پُہنچتی ہے۔ اِس طرح عام لوگوں کے سکُون اور روزمرّہ کے کاموں میں رکاوٹ پڑ جاتی ہے۔ اِن لوگوں کو ایسے بُرے کام کرنے سے باز رکھنے اور پکڑنے کے لیے پولیس کا محکمہ قائم ہے۔ پولیس والے ہر بُرا کام کرنے والے کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرتے ہیں تاکہ اُسے سزا مِل سکے۔

محکمہ پولیس میں کچھ لوگ اِس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ سڑک پر چلنے والی ہر گاڑی قانون





- فٹ پاتھ نہ ہو تو پیدل چلنے والوں کو سڑک کے انتہائی بائیں جانب چلنا چاہیے۔
- سائیکل سوار کو سڑک کے انتہائی بائیں جانب چلنا چاہیے۔

کا خیال رکھے ۔ کوئی بس مقرّرہ حد سے زیادہ سواریاں نہ بٹھائے ، ہر گاڑی سڑک پر اُس وقت تک نہ آئے جب تک وہ ہر لحاظ سے ٹھیک نہ ہو اور پھر سڑکوں پر مقرّرہ ٹریفک کے قواعد کے مطابق گاڑیاں چلیں ـــــــ یہ سب کام ٹریفک پولیس کے ذمے ہوتے ہیں ۔

فوج اور پولیس کے علاوہ مُلک میں رہنے والے ہر شخص کا بھی دِل کرتا ہے کہ وُہ بھی اپنے مُلک اور اِس میں بسنے والوں کی حفاظت میں حکومت کا ہاتھ بٹائے ۔ جو لوگ اِس طرح کام کرنا چاہیں ان کے لیے کئی طرح کے محکمے موجود ہیں ۔ آئیے ان کا حال پڑھتے ہیں ۔

محکمہ شہری دفاع

کِسی مُلک کے ساتھ جنگ کی صُورت میں ہماری افواج سرحدوں پر وطن کے علاقوں کی حفاظت میں مصروف ہوتی ہیں ۔ اس وقت یہ سخت ضرُوری ہوتا ہے کہ شہروں اور دیہاتوں کی حفاظت بھی کی جائے ، کیونکہ کئی دفعہ دشمن کے طیارے شہروں پر بم گرا دیتے ہیں یا دشمن کے بھیجے ہوئے آدمی پُلوں یا دُوسری عمارتوں کو نُقصان پُہنچانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ایسے حالات میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ شہریوں کو اپنی حِفاظت کے طریقے آتے ہوں ۔ یہ طریقے محکمہ شہری دفاع لوگوں کو سِکھاتا ہے ۔





جنگ کے علاوہ کِسی بھی مُصیبت کی صُورت میں شہری دفاع کی تربیّت بڑے کام آتی ہے ۔ زلزلے یا سَیلاب کی صُورت میں لوگوں کو محفوظ جگہوں پر پُہنچانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا اور اِسی قسم کے دوسرے کام اِس میں سِکھائے جاتے ہیں ۔

شہری دفاع کی تربیّت کے علاوہ عام شہری مختلف

قسم کی فوجی تربیّت بھی حاصل کر سکتے ہیں ۔ اِن میں عام شہریوں اور طلبا و طالبات کے لیے علٰحدہ علٰحدہ انتظام موجود ہیں ۔

افواہیں

اگر آپ کو پتا چلے کہ خُدا نخواستہ آپ کے شہر کے قریب دریا کا بند ٹُوٹ گیا ہے ، تو آپ سخت فکر مند ہو جائیں گے اور کِسی محفوظ جگہ پر جانے کا سوچیں گے ۔ بعض اوقات جنگ کے حالات میں دُشمن کے آدمی جھُوٹ مُوٹ ایسی باتیں لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں کہ جن سے عام لوگ پریشان ہو جائیں اور ان کے حوصلے بھی کم ہو جائیں ۔ ایسی باتوں کو افواہیں کہتے ہیں ۔ اگر لوگوں کے حوصلے کم ہو جائیں تو ان میں دُشمن کا صحیح طریقے سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہتی ۔ اِس لیے یہ نہایت ضروری بات ہے کہ کسی بھی خبر کو ماننے سے پہلے اچھّی طرح سے جانچ لیا جائے کہ یہ درُست بھی ہے کہ نہیں ۔

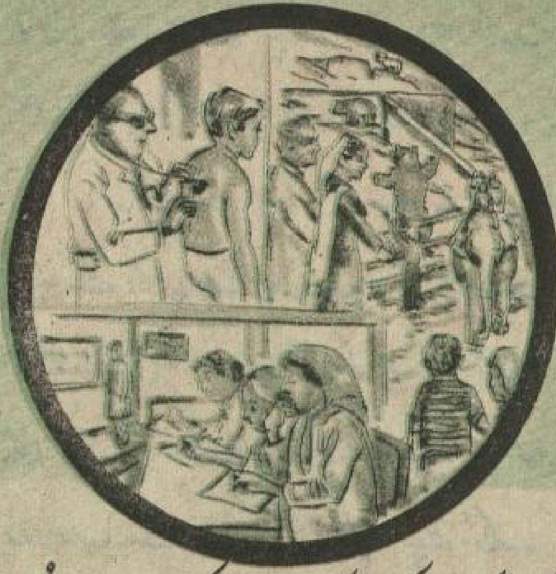


سوچنے کی باتیں

* درج ذیل میں سے کون سی ہمارے لیے سب سے اہم اور قیمتی ہے ؟



* ہمارا پیارا وطن ہمارے لیے سب سے زیادہ اہم اور قیمتی ہے ۔ آپ کو اِس کی حفاظت کا ذمہ دیا جاتا ہے ۔ پُوری جماعت اپنے اُستاد صاحب سے مشورہ اور بحث کے بعد فیصلہ کرے کہ اِس کی حفاظت کے لیے کیا کام کیے جا سکتے ہیں ؟



رفاہی اِدارے

اِنسان کی بہُت سی ایسی ضروریات ہیں جو اِس کے گھر یا کسی ایک فرد کی مدد سے پوُری نہیں ہوتیں۔ ایسی صُورت میں ہمیں کسی ادارے سے رجُوع کرنا پڑتا ہے۔ یہ ادارے بغیر کسی نفع و نقُصان کا سوچے لوگوں کو سہُولتیں پہُنچاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص صرف اپنے بچوّں کی تعلیم کے لیے سکول، کالج یا یونیورسٹی اور بیماری کے علاج کے لیے ہسپتال نہیں کھول سکتا۔ حکومت نے ہم سب کی سہُولت کے لیے تعلیمی ادارے، ہسپتال، ڈاکخانے، سیرگاہیں چڑیا گھر اور لائبریریاں کھول رکھی ہیں۔ یہ سب رفاہی ادارے کہلاتے ہیں۔

تعلیمی ادارے

ہمارے مُلک میں آزادی کے وقت بہُت کم تعلیمی ادارے تھے۔ اب تو ان کی تعداد میں بہُت اضافہ ہو گیا ہے۔ اِن اداروں سے ہم مختلف قسم کے علُوم سیکھتے ہیں۔ آئیے اِن اداروں کا حال پڑھتے ہیں۔

پرائمری سکوُلوں میں پنجم جماعت تک اور مڈل سکوُل میں آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی

اشارات برائے اساتذہ : ○ درج ذیل باتیں بچوّں کو خاص طور پر مثالیں دے کر سمجھائیں۔

* رفاہی ادارے ہماری بے شمار ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔
* تعلیم کا مقصد صرف امتحان پاس کرنا نہیں بلکہ یہ ایک باعمل رویّہ پیدا کرتی ہے۔
* اپاہج بچّے پڑھ لکھ کر یا کوئی کام سیکھ کر دُوسرے بچوّں کی طرح ہی زندگی گزار سکتے ہیں۔

جاتی ہے۔ سب بچّے اِس درجہ تک ایک جیسی تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ اِس کے بعد ہائی
سکول میں داخلہ لیا جاتا ہے ۔ یہاں پر کچُھ بچّے انسانیات اور کچُھ سائنس گروپ میں داخلہ لیتے ہیں
انسانیات ایسا علم ہے جو ہمیں اپنے اِرد گرد بسنے والے لوگوں سے متعلق باتیں بتاتا ہے
اِس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمارے بزرگ کیسے رہا کرتے تھے ، اِن کے مسائل کیا تھے ۔
اپنے مسائل کو کیسے حل کر سکتے ہیں ، بچّوں کو کس طرح پڑھانا چاہیے ، اگر کسی بچّے کا پڑھنے
میں دل نہ لگے تو کیا کرنا چاہیے ۔ ہمارا دین ہمیں کیا سکھاتا ہے ، کھیل کود کیوں ضروری ہے
اور سب سے بڑھ کر کہ ہم اپنے مُلک کو کیسے خُوشحال بنا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ جو بچّے
اِنسانیات کا علم پڑھتے ہیں وہ کالج سے ایف ۔ اے اور بی ۔ اے کے بعد یونیورسٹی سے
ایم ۔ اے کرتے ہیں ۔ اِن میں کچُھ اُستاد بن کر بچّوں کو علم سکھاتے ہیں ۔ کچُھ مُلکی اِنتظام میں
کسی عہدے پر کام کرتے ہیں ، کچُھ تجارت میں چلے جاتے ہیں اور کچُھ دُوسرے سماجی کاموں
میں لگ جاتے ہیں ۔

سائنس ، ایسا علم ہے جو ہمیں مختلف باتوں کی صحیح صورتحال اور وجہ سمجھاتا ہے ۔ مثال
کے طور پر آپ کو زکام ہے تو ڈاکٹری کی سائنس ہمیں بتائے گی کہ زکام اصل میں چھوٹے چھوٹے
جراثیم کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہم صرف خُوردبین سے دیکھ سکتے ہیں ، اِن کو مارنے سے زکام
خُود بخود ختم ہو جائے گا ۔ اِسی طرح ایک سائنس کا شعبہ مشینوں سے متعلق ہے جسے انجینئرنگ
کہا جاتا ہے ۔ انجینئر ہماری سہولت کے لیے نئی نئی مشینیں بناتے ہیں ۔ جیسے پہلے ہل سے
زمین کو کھودا جاتا تھا ، اب ٹریکٹر بننے سے کھُدائی کا کام جلد اور بہتر طور پر ہو سکتا ہے
زرعی سائنس کی بدولت ہم ایسے ایسے بیج تلاش کر سکتے ہیں جو ایک ہی کھیت سے بہُت
سی پیداوار دیتے ہیں ۔

سائنس پڑھنے والے طالب علم اور طالبات کالج اور یونیورسٹیوں سے پڑھ کر انجینئر ، سائنس دان
اور ڈاکٹر بن سکتے ہیں ۔ اِن کے علاوہ سائنس پڑھنے والے طلبا و طالبات پیشہ ورانہ تعلیم بھی

حاصل کرتے ہیں ۔ اِن میں بجلی، لکڑی، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ کا کام شامل ہے ۔

گرل گائیڈنگ و سکاؤٹنگ

بچّوں کو پڑھائی کے علاوہ مختلف تعلیمی مشغلوں میں حصّہ لینا چاہیے ۔ لڑکیاں گرل گائیڈ بن سکتی ہیں اور لڑکے سکاؤٹ ۔ سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈنگ کی تحریک کا مقصد دُوسروں کی مدد کرنا ہے ۔ یہ تحریکیں طلبہ میں اچھا شہری بننے اور نظم وضبط سے کام کرنے کا احساس پیدا کرتی ہیں ۔

انجمن ہلالِ احمر

انجمن ہلالِ احمر بھی ایک بین الاقوامی تحریک ہے ۔ اِس کی شاخیں تمام مُلکوں میں قائم کی گئی ہیں ۔ انجمن ہلالِ احمر کی جو شاخیں سکُولوں میں قائم کی گئی ہیں ان کا سب سے بڑا مقصد دُکھی اور بیمار اِنسانوں کی خدمت کرنے اور صحت و صفائی کا خیال رکھنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے ۔

ہسپتال

بیماروں کے علاج کے لیے ہمارے مُلک میں بیشتر ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں ۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ہر ایک کو طبّی سہولتیں میّسر آئیں ۔ دیہات میں چھوٹے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد میں اضافہ کیا جا رہا ہے ۔

بلڈ بنک

ہسپتالوں میں کچُھ ایسے مریض بھی داخل ہوتے ہیں جو کسی حادثہ وغیرہ میں زخمی ہو جاتے ہیں اور ان کا کافی خوُن بہہ چُکا ہوتا ہے ، اُنھیں فوری طور پر خوُن دینے کی ضرُورت ہوتی ہے ۔ اِس کے علاوہ اکثر مریضوں کو آپریشن کے وقت بھی خوُن دینا پڑتا ہے ۔ چنانچہ ہسپتالوں

میں خُون جمع کر کے اُسے محفُوظ رکھنے کا اِنتظام کیا جاتا ہے ۔ ایسے اِدارے بلڈ بینک کہلاتے ہیں ۔ (بلڈ ، انگریزی میں خُون کو کہتے ہیں) کچُھ صحت مند اور خُدا ترس لوگ خُون کا عطیہ دے دیتے ہیں تاکہ اِن کا خُون کِسی زخمی یا بیمار کے کام آ سکے ۔ تندرُست آدمی خُون دے تو کچُھ عرصہ ہی میں اِس کے جِسم میں اِتنا خُون دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے جِتنا کہ اُس نے دیا تھا اور اس کو کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی مگر یہ خُون کئی ایک جانوں کو بچانے کے کام آ سکتا ہے ۔

ریلیف فنڈ

اگر خدا نخواستہ مُلک پر کوئی مصیبت مثلاً زلزلہ ، سیلاب یا طوفان وغیرہ آجائے یا مُلک جنگ سے دو چار ہو جائے تو حکومت کی طرف سے مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ریلیف فنڈ اور جنگ کے لیے دفاعی فنڈ جمع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ اِس طرح حکومت پر سارا بوجھ نہیں پڑتا بلکہ عوام بھی اِس نیک کام میں شامل ہو جاتے ہیں ۔

گونگوں ، بہروں اور اندھوں کے لیے تعلیمی ادارے

کچُھ بچّے گونگے ، بہرے یا اَندھے پیدا ہوتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی بیماری یا حادثے کا شکار ہو کر اپنے سُننے ، بولنے یا دیکھنے کی طاقت کھو بیٹھتے ہیں ۔ ایسے بچّے نہ تو عام بچّوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور نہ کوئی کام ہی سِیکھ سکتے ہیں ۔ اِن کے لیے الگ اِداروں کی ضرُورت ہوتی ہے جہاں اُنھیں مختلف طریقوں سے پڑھنا اور لِکھنا سِکھایا جاتا ہے ۔ اِن اِداروں میں خاص قِسم کا سامان ہوتا ہے جِس کی مدد سے یہ بچّے لِکھنا پڑھنا سِیکھتے ہیں ۔ پاکستان میں بھی ایسے اِدارے موجُود ہیں جہاں اندھے ، بہرے اور گونگے بچّوں کو نہ صرف پڑھنا لِکھنا سِکھایا جاتا ہے بلکہ اُنھیں کئی قِسم کے کام بھی سِکھائے جاتے ہیں مثلاً لکڑی کا کام ، چمڑے کا کام ، تصویریں بنانا ، ٹوکریاں بنانا ، سلائی کرنا وغیرہ ۔

اِن اِداروں میں بچّوں کے علاوہ بڑی عُمر کے گونگے ، بہرے اور اندھے لوگوں کی تعلیم اور تربیت کا بھی اِنتظام ہے ۔ اِس طرح سُننے ، بولنے اور دیکھنے کی قوّت سے محروم بچّے اور بڑے ، دُوسروں پر بوجھ بننے کی بجائے مُلک کے مُفید شہری بن جاتے ہیں ۔

لائبریریاں

کتاب اِنسان کی دوست ہے ۔ اکثر جی چاہتا ہے کہ فارغ اوقات میں درسی کتابوں کے علاوہ کوئی اور کتاب بھی پڑھی جائے ۔ کتابیں پڑھنے سے معلُومات میں اضافہ ہوتا ہے اور مزے مزے کی کہانیاں پڑھ کر دل بھی خُوش ہوتا ہے ۔ اکثر سکُولوں میں چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہوتی ہیں جن میں دلچسپ معلُومات بہم پُہنچانے والی کتابیں ہوتی ہیں ۔ بچّے ، اساتذہ کی نگرانی میں سکُول ہی میں یہ کتابیں پڑھتے ہیں ۔ بعض سکولوں میں بچّوں کو یہ کتابیں گھر لے جانے کے لیے بھی اجازت مِل جاتی ہے اور بچّے یہ کتابیں گھر میں پڑھ کر لائبریری میں واپس کر دیتے ہیں ۔

سکولوں کی لائبریریوں کے علاوہ طلبہ اور پڑھنے لکھنے میں دلچسپی رکھنے والے دُوسرے لوگوں کے لیے بہت سی پبلک لائبریریاں بھی قائم کی گئی ہیں جن میں ہر قسم کی کتابیں مہیا کی جاتی ہیں ۔ جو کوئی چاہے معمولی چندہ ادا کر کے اِن لائبریریوں کا ممبر بن جاتا ہے ، اِسے ایک کارڈ مِل جاتا ہے ۔ یہ کارڈ دِکھا کر لائبریری سے کتاب حاصل کی جاتی ہے اور جب یہ کتاب واپس کر دیں تو دُوسری کتاب لی جا سکتی ہے ۔ یہاں ایک کمرہ ایسا بھی ہوتا ہے جہاں بیٹھ کر لوگ کتابیں وغیرہ پڑھ سکتے ہیں ، اُسے ریڈنگ رُوم کہتے ہیں ۔

نیشنل پارک ، چڑیا گھر اور تفریحی مقامات

پڑھائی کے ساتھ ساتھ سیر و تفریح بھی بہت ضُروری ہے ۔ حکومت کی طرف سے بچّوں کے لیے جگہ جگہ پارک بنا دیے گئے ہیں جہاں جھُولے جھُولنا اور اِسی قِسم کے دُوسرے کئی

کھیلوں کا اِنتظام کیا گیا ہے ۔ بڑے بڑے شہروں مثلاً لاہور ، کراچی ، حیدر آباد ، بہاول پور وغیرہ میں چڑیا گھر ہیں ، جہاں قِسم قِسم کے جانور رکھّے گئے ہیں ۔ بچّے چڑیا گھر کی سیر بھی بڑے شوق سے کرتے ہیں ۔ بندروں اور ریچھوں کو چنے کھلاتے ہیں ۔ بندر طرح طرح کے تماشے کرتے ہیں جنھیں دیکھ کر بچّے بہت خُوش ہوتے ہیں ۔



قومی بچت کی سکیمیں

مُلک کی ترقی اور خُوش حالی کے لیے حکومت نے قومی بچت کی کئی سکیمیں جاری کر رکھّی ہیں جہاں ہم اپنی ضرورت سے بچے ہُوئے روپے کو گھر رکھ چھوڑنے کی بجائے لگا سکتے ہیں۔ اِس کا فائدہ یہ ہے کہ روپیہ بے کار پڑا رہنے کی بجائے قومی استعمال میں آتا رہتا ہے اور ہمیں بھی مناسب منافع مِل جاتا ہے ۔ اِس رقم سے قومی ترقی کے بہت سے کام کیے جاتے ہیں ، مثلاً تجارت ، صنعت ، زراعت کو بہتر بنانے کے لیے ترقیاتی کام ۔

غرض بچت کی سکیموں میں لگائی ہُوئی ہماری رقم ایک تو قومی ترقّی و دفاع کے کاموں میں اِستعمال ہوتی ہے ، دُوسرے ہمیں ہر سال اِس رقم پر کُچھ منافع بھی مِل جاتا ہے اور

تیسرے ہماری رقم بھی محفوظ ہو جاتی ہے۔ روپے گھر میں رکھنے سے چوری کا ڈر بھی ہو سکتا ہے لیکن بچت کی سکیموں میں روپیہ لگا دینے سے رقم بالکل محفوظ ہو جاتی ہے۔ ہم اپنی جمع کی ہُوئی رقم سے جب جتنا روپیہ چاہیں، واپس لے سکتے ہیں۔ بچت کی کئی سکیمیں ہیں مثلاً خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ این۔آئی۔ٹی یونٹ، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، انعامی بانڈ وغیرہ۔ حکومت نے نفع و نقصان کی بنیاد پر بلاسُود شراکتی نظام رائج کیا ہے۔

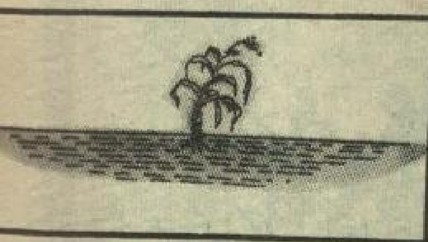


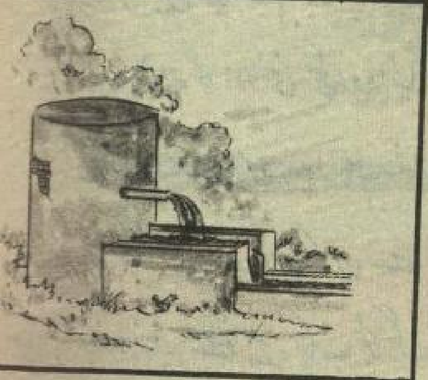
سوچنے کی باتیں

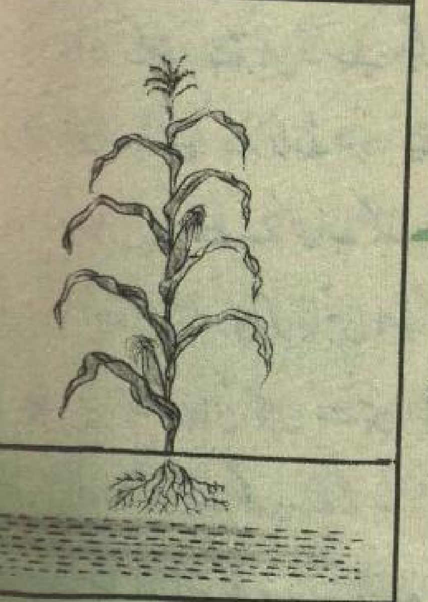
* ہم تین دوست بچپن سے اکٹھے پڑھ رہے ہیں۔ ہم نے میٹرک میں سائنس پڑھی۔ ہم نے ایک دن سوچا کہ آئندہ زندگی میں کیا کام کرنا چاہیے؟ آخر فیصلہ ہُوا کہ ہم تینوں میں سے ایک مختلف بیماریوں کے علاج کے بارے میں پڑھے گا اور نئی نئی دوائیاں تیار کرے گا، دوسرا ایسی مشینیں بنائے گا جو پہلے کبھی نہ بنی ہوں، اور تیسرا کھیتوں میں پیدا ہونے والے کیڑوں کے خاتمے کے لیے ادویات تیار کرے گا۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہم سائنس کے کون کون سے شعبے کا علم حاصل کر کے اپنی دلی خواہشیں پُوری کر سکتے ہیں؟
* عامرہ کے محلّے میں ایک بُزرگ رہتے ہیں۔ اِن کے بارے میں مشہُور ہے کہ وُہ سارا سارا دن بیٹھے پڑھتے اور لکھتے رہتے ہیں۔ سب لوگ ان کی عزّت اور احترام کرتے ہیں۔ محلّے میں جب بھی کوئی مسئلہ آن پڑے تو سب ان سے رائے ضرور لیتے ہیں۔ اُنھوں نے بہُت سی کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں سمجھایا گیا ہے کہ ہزاروں سال پہلے سے لے کر اب تک اِنسان میں کیا کیا تبدیلیاں آئی ہیں۔
آپ ہمیں سوچ کر بتائیں، یہ کس علم کے ماہر ہیں؟
* میرا چھوٹا بھائی بچپن سے ہی اپاہج ہے۔ ہم سب گھر والے سخت پریشان ہیں کہ یہ کوئی کام نہیں سیکھ پائے گا اور نہ ہی پڑھ لکھ پائے گا۔
کیا ہمارا یہ نظریہ درست ہے، اگر نہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟



مسائل اور اُن کا حل







ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا مُلک ترقّی کرے ۔ ہم اپنی ضرورت کی سب چیزیں اسی مُلک میں پیدا کریں اور دُوسرے ممالک کی محتاجی ختم ہو جائے ۔ مگر کچھ مسائل ایسے ہیں جن کے باعث ترقّی تیز نہیں ہو سکتی ۔ آئیے اِن باتوں کا مطالعہ کریں۔

سیم اور تھور

ہر جاندار کی طرح پَودوں کو بھی پھلنے پُھولنے کے لیے ہَوا ، پانی اور خوراک کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پَودے اپنی خوراک زیادہ تر جڑوں سے حاصل کرتے ہیں ۔ بعض اوقات زمین کی تہ کے نیچے کا پانی سطح کے قریب آجاتا ہے اور کبھی کبھی تو یہ پانی زمین کے اُوپر بھی آجاتا ہے ۔ ایسی صورت میں پَودوں کے لیے صحیح خوراک

اشارات برائے اساتذہ : * کوئی بھی مسئلہ کیوں پیدا ہوتا ہے ؟ عام روزمرّہ کی مثالوں سے بچّوں کو سمجھائیں ۔ * اگر مسائل ہوں تو اس کا ترقّی پر اثر کیسے پڑتا ہے ؟ مُلکی ترقّی میں مسائل کی نشاندہی کرکے بچّوں کو سمجھائیں ۔

نہیں بنتی اور پودے گلنا سڑنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ زمین کی ایسی حالت کو "سیم" کہتے ہیں ۔ اگر پودوں کے جڑ والے حصّے میں سیم نہ ہو تو پودا ہرا بھرا رہتا ہے اور اِس حصّے میں پانی ہی پانی ہو تو جڑیں گل سڑ جاتی ہیں اور پودا مُرجھا جاتا ہے ۔

پاکستان میں آب پاشی کا اہم ذریعہ نہریں ہیں ۔ نہروں سے پانی رِس رِس کر ساتھ والی زمینوں میں جمع ہوتا رہتا ہے ، دُوسرے بعض فصلوں کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے جن کھیتوں میں ایسی فصلیں زیادہ کاشت کی جاتی ہیں، وہاں کا پانی دُوسرے کھیتوں کی نسبت زیادہ مقدار میں زمین کے نیچے رِس جاتا ہے ۔ اِس طرح زمین کی تہ میں پانی اُونچا ہو جاتا ہے اور زمین کاشت کے قابل نہیں رہتی ۔ پاکستان میں لاکھوں ایکڑ زمین سیم سے خراب ہو چکی ہے اور کاشت کاری کے قابل نہیں ۔

سیم زدہ زمین کو ٹھیک کرنے کا حل یہ ہے کہ کِسی زمین سے پانی خارج کیا جائے تاکہ زمین کی تہ میں پانی کی سطح نیچی ہو جائے اور اُوپر کی زمین خشک رہے۔ پانی خارج کرنے کا آسان اور مُفید ذریعہ ٹیوب ویل ہیں ۔ ٹیوب ویل لگانے کا کام واپڈا کے محکمے کو سونپا گیا ہے ۔ واپڈا ، پاکستان میں بجلی اور پانی کے وسائل کا سب سے بڑا محکمہ ہے ۔ واپڈا نے اب تک ہزاروں ٹیوب ویل لگوا دیے ہیں ، جو زمین سے پانی کھینچتے ہیں اور قریبی نہر یا نالے میں ڈال دیتے ہیں ۔ اِس طرح ہر سال کچھ زمین سیم سے پاک کر دی جاتی ہے ۔ مُلک سے سیم کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بہت محنت اور روپے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

ٹیوب ویل کے علاوہ سیم زدہ علاقے میں نالیاں بھی کھودی جاتی ہیں تاکہ اِرد گِرد کی زمین کا پانی رِس رِس کر نالیوں میں جمع ہوتا رہے اور زمین خشک ہو جائے ۔

زمین کی دوسری بیماری تھور ہے ۔ تھور زدہ زمین میں پودوں کے جڑ پکڑنے والے حصّے میں بہت زیادہ نمک اکٹھا ہو جاتا ہے ۔ یہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے اور جڑیں خوراک حاصل نہیں کر سکتیں جس سے پودے مُرجھا جاتے ہیں ۔

تھور دُور کرنے کے لیے کھیتوں کو لگاتار پانی دیا جاتا ہے تاکہ پانی جس وقت زمین میں جذب ہو جائے تو اپنے ساتھ نمک کو بھی نیچے لے جائے۔ فصلوں کو بدل بدل کر اُگانے سے بھی تھور پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ سیم کی طرح تھور پر قابو پانا بھی اشد ضروری ہے۔

ناخواندگی

ناخواندہ، اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی سکول یا کالج میں نہ پڑھا ہو اور وُہ اَن پڑھ ہو۔ اگرچہ ہمارے بہُت سے کام اَن پڑھ لوگ کرتے ہیں مثال کے طور پر مزدُور اور کسان عموماً اَن پڑھ ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے اپنے کام میں خُوب مہارت ہوتی ہے اور اپنا کام بھی بخوُبی کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ نئی باتوں کے سیکھنے میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کسان کے کھیت پر کسی نئی بیماری کا حملہ ہو جائے تو وہ اس کا علاج اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک کوئی اس کو نہ بتائے۔ اگر وُہ پڑھا لکھا ہو گا تو کتابیں پڑھ کر بیماری کا اندازہ لگا سکے گا۔ اِس طرح پڑھا لکھا شخص پڑھ کر اپنی عقل اور علم بڑھا لیتا ہے اور اَن پڑھ کے مقابلے زیادہ بہتر کام کر سکتا ہے۔ اِسی لیے پڑھنے لکھنے پر زور دیا جاتا ہے کہ ہمارے مُلک کے زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھے لکھے ہوں۔ اِس سے وہ سب بہتر کام کریں گے اور مُلک میں اچھّی اچھّی چیزیں تیّار ہوں گی۔

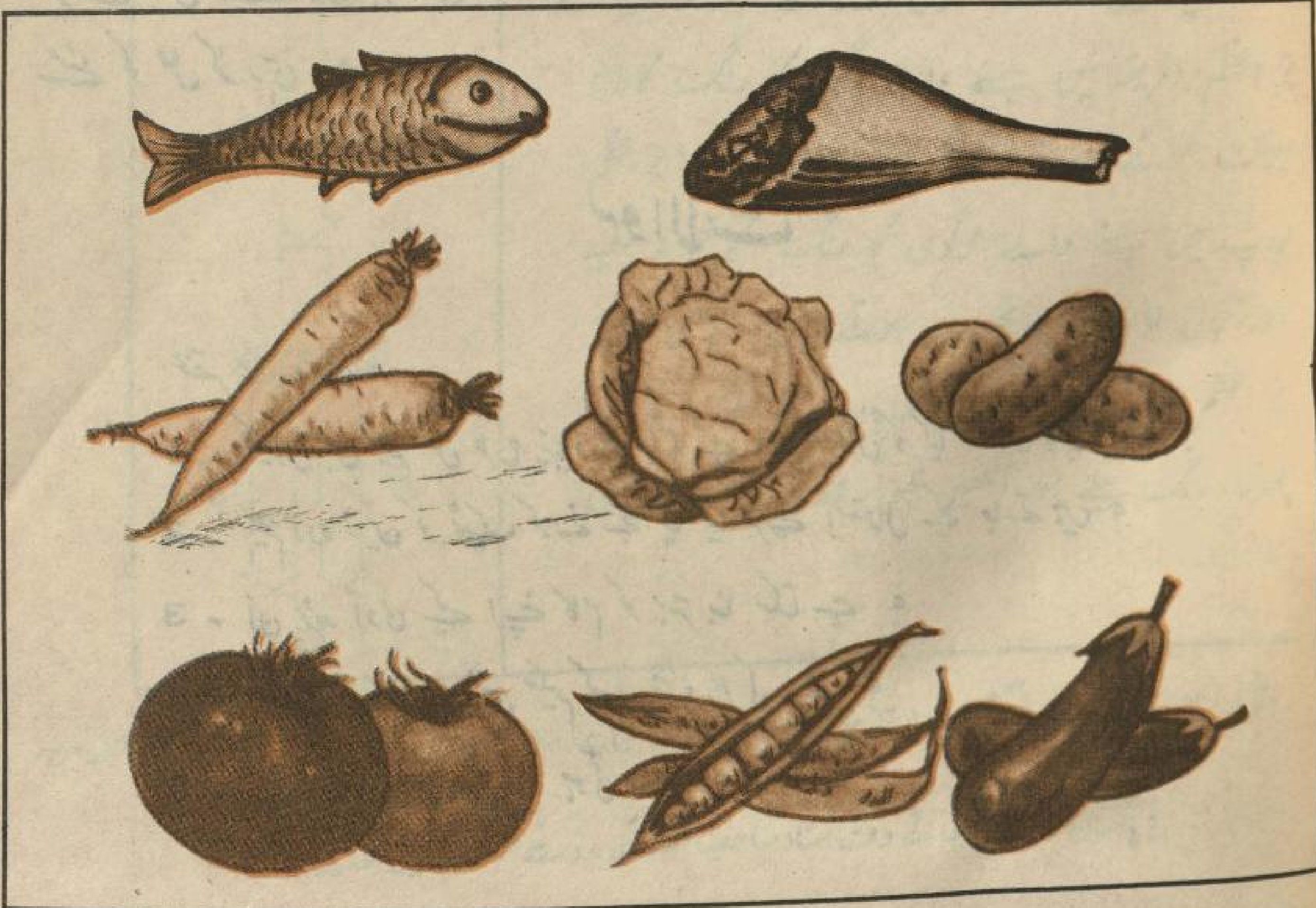
ہماری حکومت ہر سال سینکڑوں پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کھولتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پڑھ لکھ سکیں، لیکن ہر سال سکول جانے والے بچّوں کی تعداد اِتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ بہُت سارے بچّوں کو سکول میں داخلہ نہیں ملتا۔

ناخواندگی کو دُور کرنے کے لیے حکومت نے بالغ لوگوں کے لیے ایک علٰحدہ انتظام کر دیا ہے۔ پرائمری سکول کے اساتذہ کو تربیّت دی جا رہی ہے تاکہ وہ شام کے وقت اِسی سکول میں بالغوں کو پڑھانے کا کام کریں۔ اب حکومت نے نئی روشنی سکیم شرُوع کی ہے۔ اس سے وہ بچّے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو کسی وجہ سے صُبح کے اوقات

میں سکول نہیں جا سکتے ۔

بیماریاں

پاکستان میں ابھی تک بیماریوں کی روک تھام اور تمام افراد کے علاج کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہو سکا ۔ بیماریوں کی ایک وجہ ناخواندگی بھی ہے۔ آپ نے پڑھا ہے کہ پاکستان میں اکثر لوگ اَن پڑھ ہیں ۔ اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے صحت کے عام اُصولوں سے نہ تو اچھی طرح واقف ہیں اور نہ ہی اِن پر عمل کرتے ہیں۔ اِس کے نتیجے میں ملیریا، ہیضہ اور پیٹ کی بیماریوں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں ۔ بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم حفظانِ صحت کے اُصولوں پر عمل کریں اور ہسپتالوں میں اپنی بیماریوں کا بر وقت علاج کرائیں ۔ بچوّں کو چار مہلک بیماریوں سے بچانے کے لیے حکومت نے جگہ جگہ سنٹر کھول رکھے ہیں جہاں سے مُفت ٹیکے لگوائے جا سکتے ہیں ۔



غیر متوازن غذا اپنے جسم کو تندرست اور توانا رکھنے کے لیے ہمیں غذا کے مختلف اجزا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِن میں حیاتین، روغنیات، اور نمکیات ضروری ہیں۔ یہ تمام چیزیں، گوشت، سبزیوں، دالوں اور پھلوں میں ملتی ہیں۔ اگر ہم روزانہ اِن کی مناسب مقدار کھاتے رہیں تو ہماری صحت اچھی رہتی ہے۔

بے روزگاری پاکستان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھیں مناسب کام نہیں ملتا۔ اِس طرح ان کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ بے روزگاری پڑھے لکھے لوگوں میں بہت زیادہ ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سکولوں میں پیشہ ورانہ تعلیم کا خاص اِنتظام نہیں۔ دفتروں میں اِتنی ملازمتیں نہیں ہوتیں کہ ہر ایک ملازم ہوسکے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کچھ اور تو نہیں کر سکتے اُلٹا اپنے مُلک پر بوجھ بن جاتے ہیں۔ حکومت اِس سلسلے میں ہر ممکن کوشش سے نئی آسامیاں پیدا کرکے بے روزگاری کے مسئلے کو حل کر رہی ہے۔

سوالات

مختصر جواب دیں:

1 ۔ کھیتوں میں سیم کس طرح پیدا ہو جاتا ہے اور فصلوں کو کیا نقصان پہنچاتا ہے؟

2 ۔ سیم زدہ زمین کو ٹھیک کرنے کے کیا کیا طریقے اِستعمال کیے جاتے ہیں؟

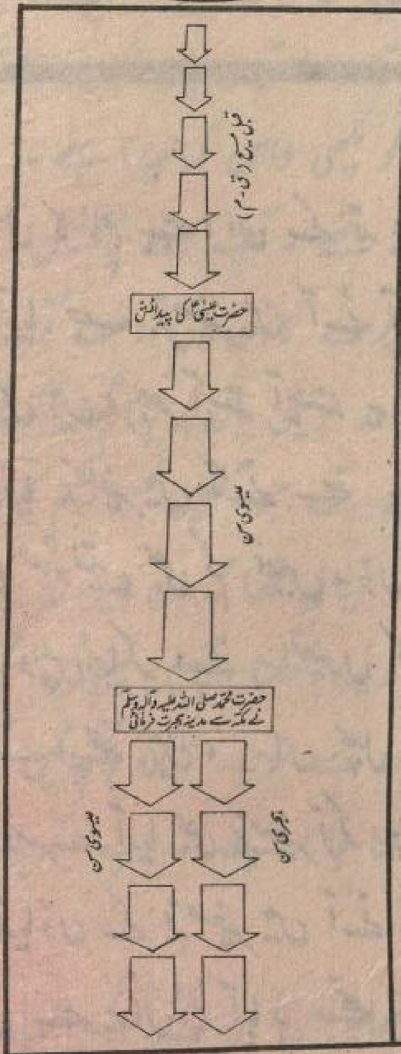
3 ۔ اَن پڑھ آدمی کیسے اپنے کام کو بہتر بنا سکتا ہے؟

4 ۔ حکومت نے نئی روشنی سکیم کیوں شروع کی ہے؟

5 ۔ بے روزگاری کیوں پیدا ہوتی ہے؟

تاریخِ پاکستان





برِصغیر پاکستان و بھارت میں مُسلمانوں کے آنے سے پہلے یہاں زیادہ تر ہندُو آباد تھے ۔ یہ لوگ اِس علاقے کے رہنے والے نہ تھے بلکہ 3500 ق-م میں یہاں آئے ۔

دُنیا میں مختلف نسلوں کے لوگ بستے ہیں ۔ برّ اعظم افریقہ میں بسنے والے لوگوں کا رنگ کالا ، ہونٹ موٹے اور بال گھونگریالے ہوتے ہیں ۔ برّ اعظم یورپ میں بسنے والے لوگوں کا رنگ سُرخ و سفید اور بال عام طور پر بُھورے ہوتے ہیں ۔ اِسی طرح برِّ اعظم ایشیا میں چین اور جاپان کے لوگوں کا قد چھوٹا ، رنگ پیلے اور آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں ۔ آریا بھی

اشارات برائے اساتذہ : ○ تاریخ میں واقعاتی تسلسل کیا ہوتا ہے ۔ ○ بچّوں کو قبل مسیح ، عیسوی اور ہجری سنون سمجھائیں ۔

○ تاریخِ پاکستان کا سبق پڑھاتے وقت اُستاد صاحب نقشے کی مدد سے ضروری باتیں سمجھائیں ۔



ایک نسل کا نام ہے، ان کے قد لمبے، رنگ گندمی اور ناک اُونچی ہوتی ہے۔

آریا جب برِّصغیر میں آئے تو وہ پہلے اُن علاقوں میں آباد ہوئے جو آج کل پاکستان میں شامل ہیں، پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ برِّصغیر کے دُوسرے علاقوں میں پھیل گئے۔

آریا برِّصغیر میں آنے سے پہلے جہاں رہتے تھے وہاں زندگی بڑی مُشکل تھی۔ کھانے پینے کی سہولتیں بھی کم تھیں۔ اِن میں سے کچھ لوگ برِّصغیر میں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ لوگ واپس جاکر اپنے ساتھیوں کو برِّصغیر کے بارے میں اچھّی اچھی باتیں بتاتے تھے کہ یہاں موسم بڑے اچھّے ہیں، یہاں پھل، سبزیاں اور اناج بُہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں سُن کر دُوسرے آریا بھی برِّصغیر آکر رہنا شرُوع ہوگئے۔

آریاؤں کے برِّصغیر میں آنے سے پہلے یہاں بُہت سے لوگ رہتے تھے۔ یہ لوگ صدیوں سے یہاں پر آباد تھے۔ یہ اُس زمانے کے دُوسرے لوگوں کے مقابلے میں بُہت سمجھ دار تھے۔ اُس وقت دُنیا میں زیادہ تر لوگ جنگلوں میں زندگی گزارتے تھے، ان کو گھر تک بنانے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔ یہ لوگ نا صرف گھر بنانا جانتے تھے بلکہ گھروں میں

صفائی رکھنے کے وُہ سب طریقے استعمال کرتے تھے جو آج کل ہم اِتنے ہزاروں سال بعد بھی کر رہے ہیں ۔ گھروں میں نکاس کے لیے نالیاں ہوتی تھیں اور ان کو زمین کے نیچے بنایا جاتا تھا تاکہ گندے پانی کی بَدبُو سے محفُوظ رہا جا سکے ۔

آریاؤں کو بھی اِن سب باتوں کا علم نہ تھا بلکہ وہ یہاں گھروں میں دُوسری سہُولتیں دیکھ کر سخت پریشان ہُوئے ۔ انھوں نے اِن گھروں کو آگ لگا دی اور ان لوگوں کا سب سامان لُوٹ لیا ۔ آریا تلوار سے لڑتے تھے اور مقامی لوگوں کو صرف خنجر ہی بنانا آتا تھا ۔ صاف ظاہر ہے کہ مقامی لوگ آریاؤں کے ساتھ لڑ نہ پائے اور ان میں بہُت سے مارے گئے ۔ جو بچ گئے وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے ۔ آج تک یہ لوگ باقاعدہ بستیوں میں نہیں رہتے اور ایک جگہ سے دُوسری جگہ گھُومتے رہتے ہیں ۔ آج کل ان کو پکھی واس کہا جاتا ہے ۔

آریا عام طور پر دریاؤں کے کنارے دیہات میں رہتے تھے ۔ آپ نے پاکستان کے نقشے میں دیکھا ہوگا کہ اکثر شہر دریاؤں کے کنارے پر ہیں ۔ پرانے گاؤں ہی وقت گزُرنے کے ساتھ ساتھ اب شہر بن گئے ۔ آریا کھیتی باڑی کرتے تھے اور مویشی پال کر اپنا گزارا کرتے تھے ۔

ہندُومت

اُس دَور میں لوگ ہر اُس چیز کی پُوجا کرتے تھے جو اُنھیں کسی قِسم کا فائدہ یا نُقصان پہنچا سکتی تھی ۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ ان چیزوں کی پُوجا کرنے سے نُقصان پُہنچانے والی چیزیں (مثلاً سانپ ، آندھی وغیرہ) نُقصان نہیں پُہنچائیں گی اور فائدہ مند چیزیں (مثلاً گائے ، درخت وغیرہ) انھیں زیادہ سے زیادہ فائدہ پُہنچائیں گی ۔ ان سب باتوں سے ایک مذہب بن گیا جس کو ہندُومت کہا جاتا ہے ۔ اب آریا ہندُو کہلانے لگے ۔

ہندُومت میں سب لوگوں کو برابر نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ اِس میں کچھُ لوگ سب سے اعلیٰ ، دُوسرے اُس سے کم ، تیسرے اُس سے بھی کم اور کچُھ کو سب سے کم تر سمجھا جاتا تھا ۔ اس تقسیم سے نچلے طبقے کے لوگ خُوش نہ تھے کیونکہ جو لوگ اعلیٰ سمجھے جاتے تھے وُہ ان

سے ہر جائز و ناجائز کام سختی سے کرواتے تھے۔

برِصغیر میں مسلمانوں کی آمد

آنحضرت صلّی اللہ علیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کی زندگی میں ہی عرب کے بہُت سے لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کے وصال کے بعد اِسلام دُنیا کے دُوسرے کئی ممالک میں پہنچا۔

مُسلمان تاجر، برِّصغیر میں تجارت کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ تاجر برِّصغیر کے لوگوں کو اسلام کی باتیں بھی بتاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ برِّصغیر کے چند ڈاکوؤں نے مُسلمانوں کا ایک تجارتی جہاز لُوٹ لیا۔ ایک مُسلمان گورنر نے یہاں کے راجا کو انھیں سزا دینے کو کہا مگر راجا نے ڈاکوؤں کو سزا نہ دی۔ اس پر محمّد بن قاسم نے برِّصغیر پر حملہ کیا اور بہُت سے علاقے فتح کر لیے۔

محمّد بن قاسم نے یہاں کے رہنے والے سب لوگوں کے ساتھ بہُت اچھّا سلوک کیا۔ اُس نے ہندوؤں کو ہر طرح کی سہُولتیں دیں جس کی وجہ سے بہُت سے ہندوؤں نے متأثر ہو کر اِسلام قبول کر لیا۔ اِس واقعہ کے تین سو سال بعد افغانستان سے ایک مُسلمان بادشاہ سُلطان محمُود غزنوی، برِّصغیر آیا۔ اس نے یہاں کے راجاؤں کو شکست دی۔ سُلطان محمود غزنوی کے ساتھ بہُت سے مُسلمان بھی اِس علاقے میں آئے اور یہیں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ مُسلمانوں نے برِّصغیر کے مختلف علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی جو تقریباً ساڑھے سات سو سال تک قائم رہی۔ مُسلمانوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں اپنی رعایا کو ہر طرح سے سہُولتیں دینے کی کوشش کی۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کی۔ اِسی سے یہاں کے بے شُمار لوگ مُسلمان ہوتے رہے۔

انگریزوں کی آمد

ابتدا میں انگریز، برِّصغیر سے سُوتی کپڑا، اپنے مُلک لے جا کر بیچتے تھے۔ اِس طرح تجارت کی غرض سے وُہ یہاں آئے۔ آہستہ آہستہ انھیں اندازہ ہو گیا کہ مُسلمانوں کی حکومت تو بہُت کمزور ہو چکی ہے کیوں نہ ان علاقوں پر ہی

قبضہ کر لیا جائے ، اِس سے یہاں پر پیدا ہونے والی سب چیزیں ان کی ہو جائیں گی اور اپنی مرضی سے وہ بلا کسی روک ٹوک کے ہر قسم کا سامان باہر بھیج سکیں گے ۔

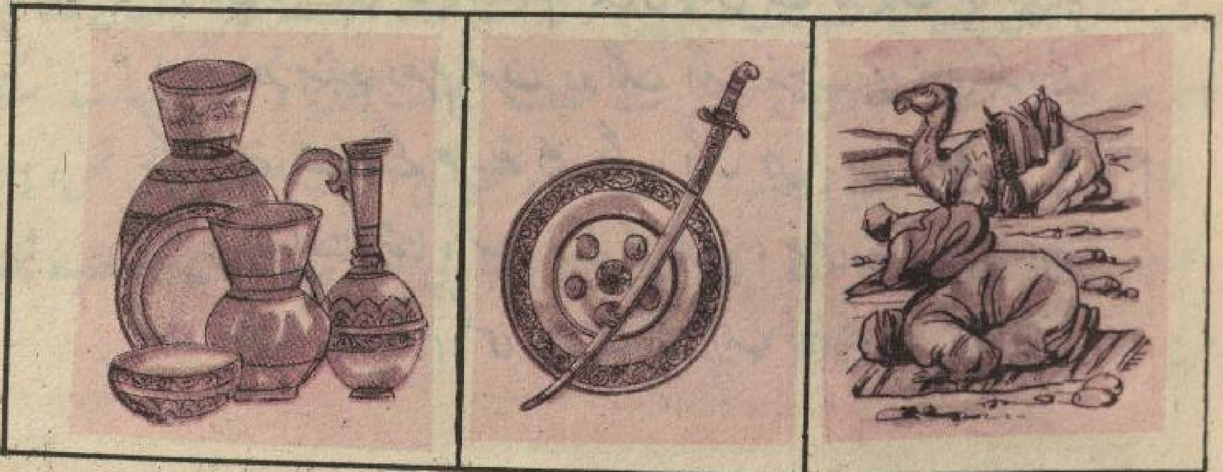
اِس مقصد کو پانے کے لیے انگریزوں نے ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا لیا ۔ ہندو ، بڑی خوشی سے انگریزوں کا ساتھ دینے لگے کیونکہ وُہ مسلمانوں کی حکومت کو پسند نہ کرتے تھے ۔ دُوسری طرف انگریزوں نے بڑی چالاکی سے مسلمانوں میں سے چند لوگوں کو رشوتیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ۔ یہ لوگ لڑائی کے وقت بجائے انگریزوں کے خلاف لڑنے کے ، ان کے ساتھ مل جاتے تھے ، اِس طرح مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تھی ۔

اِن چالبازیوں سے انگریزوں نے آہستہ آہستہ پُورے برِصغیر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ۔ 1857 میں یہ قبضہ مکمّل ہو گیا ۔

انگریزوں کی حکومت

اب برِّصغیر پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزوں نے خُوب دِل کھول کر ، اِس علاقے سے جو بھی چیزیں پیدا ہوتی تھیں ، ان کو لُوٹنا شرُوع کر دیا ۔ دُوسری طرف اُنھوں نے ہندوؤں کو ساتھ مِلا کر مسلمانوں کو سخت تنگ کرنا بھی شرُوع کر دیا ۔ ہندو پہلے ہی مسلمانوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے ، اُنھوں نے انگریزوں کی شہ پر مسلمانوں کے لیے پریشانیاں اور بڑھا دیں ۔

مسلمانوں نے کئی دفعہ کوششیں کیں کہ وہ ہندوؤں کو سمجھائیں کہ ہمیں مل جُل کر ، پیار محبّت سے رہنا چاہیے مگر ہندو تھے کہ وُہ کوئی بات سُننے کو تیّار ہی نہ تھے ۔



مسلمانوں اور ہندوؤں میں تہذیبی فرق

مسلمانوں اور ہندوؤں کا رہن سہن، لباس، کھانے کا طریقہ، غرض ہر بات ایک دُوسرے سے مختلف ہے۔

ہم، اپنی عبادات مساجد میں ادا کرتے ہیں، ہماری مساجد کُھلی، کشادہ اور صاف سُتھری ہوتی ہیں۔ ہندُو اپنی عبادت مندروں میں کرتے ہیں، جو بالکل تنگ اور اندھیری جگہ ہوتی ہے، جہاں وُہ بُت رکھ کے پُوجا کرتے ہیں۔ اس مندر میں ایک وقت میں صرف ایک آدمی جا سکتا ہے۔ جبکہ ہماری مساجد میں تمام مُسلمان اکٹھے مِل کر نماز پڑھتے ہیں۔

ہمارا دین اسلام ہمیں سمجھاتا ہے کہ تمام انسان آپس میں برابر ہیں، کوئی کسی سے بڑا یا چھوٹا نہیں۔ مال یا دولت ہونے سے آدمی بڑا نہیں ہوتا ——— بلکہ وہ شخص بڑا ہے جو لوگوں کی خدمت کرے، نیک کام کرے اور کسی کو دُکھ نہ دے۔

ہندوؤں کے مذہب میں بتایا جاتا ہے کہ لوگوں کی کئی ذاتیں ہیں۔ اِن میں کچُھ اعلیٰ ہیں اور کچُھ کم تر۔ عورتوں کی عزّت بالکل نہیں کی جاتی۔ اگر اس کا خاوند مر جائے تو عورت کو بھی اس کے خاوند کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر رُتبہ دیا ہے بلکہ مُسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے ایک دُوسرے کے ساتھ تعاون سے ہی زندگی چل سکتی ہے۔ دونوں پر ایک دُوسرے کا احترام ضروری ہے۔

اِن تمام باتوں کو سوچ کر قائدِاعظمؒ محمّد علی جناح نے دو ٹوک کہہ دیا کہ

> "اسلام اور ہندُو دھرم صرف دو الگ الگ مذہب ہی نہیں بلکہ دونوں کے رہنے سہنے کے طریقے بھی الگ الگ ہیں۔ ان دونوں کا کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا، سلام کرنے کا طریقہ، غرض یہ کہ ہر ایک چیز الگ تھلگ ہے۔ ہم کسی چیز میں بھی ایک دُوسرے سے نہیں مِلتے۔"

پاکستان کا مطالبہ

قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ نے ہندوؤں اور انگریزوں پر واضح کر دیا کہ برِّصغیر میں دو ریاستیں بنیں گی۔ جہاں مُسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے، وُہ علاقے مِلا کر پاکستان بنے گا۔ آپ کو معلُوم ہے کہ برِّصغیر میں ہندُو، مُسلمانوں سے تعداد میں زیادہ تھے، وُہ چاہتے تھے کہ یہ علحدہ مُلک پاکستان نہ بنے اور انگریز یہاں سے چلے جائیں۔ اِس طرح تعداد میں زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی حکوُمت بن جائے گی اور وُہ مُسلمانوں پر حکومت کر سکیں گے۔

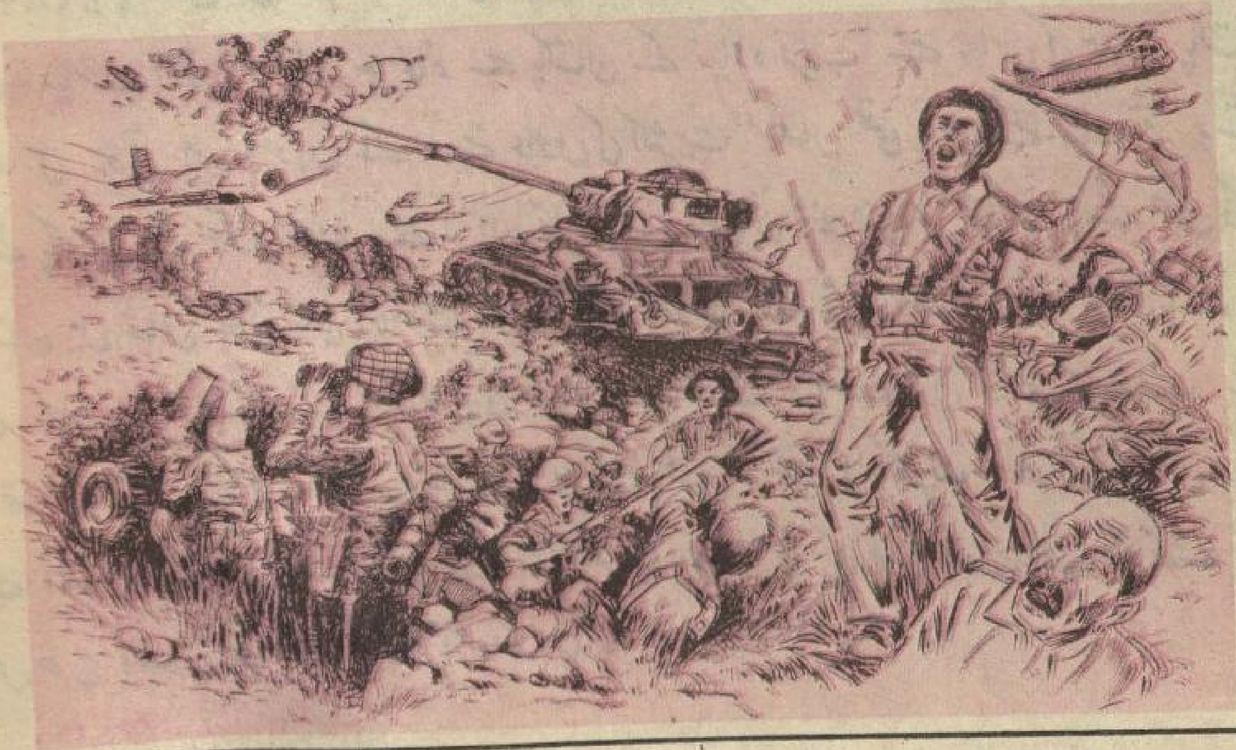
مگر قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ، ان کے دُوسرے ساتھیوں اور عام مُسلمانوں نے اپنی کوششوں سے انگریزوں کو مجبور کر دیا کہ وُہ پاکستان بنائیں۔ آخر 14-اگست 1947ء کو ہمارا پیارا پیارا پاکستان ایک آزاد مُلک بن گیا۔ جہاں ہم اپنی مرضی اور خُوشی سے رہ رہے ہیں۔

مسئلہ کشمیر

قیامِ پاکستان سے پہلے، برِّصغیر میں چھوٹی بڑی ریاستیں تھیں جن پر مختلف راجا حکومت کرتے تھے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں جموں و کشمیر کی ریاست ہے۔ جس وقت پاکستان بنا تو اصول یہ طے ہوا تھا کہ برِّصغیر کی ریاستیں اپنے حالات کے مطابق یا تو بھارت میں شامل ہوجائیں یا پاکستان میں اور اگر وہ کسی بھی ملک میں شامل نہ ہونا چاہیں تو علحدہ بھی رہ سکتی ہیں۔ ریاست جمّوں و کشمیر ہر لحاظ سے پاکستان کے زیادہ قریب ہے۔ اس کی حدیں پاکستان سے مِلی ہوئی ہیں، وہاں کے رہنے والوں کی اکثریت مسلمان تھی۔ ان کے زیادہ تر رِشتے ناتے پاکستان کے لوگوں سے تھے۔ ان تمام باتوں کے پیشِ نظر ضروری تھا کہ ریاست جمّوں وکشمیر پاکستان میں شامل ہوتی لیکن ریاست جموں وکشمیر کا راجا ہندُو تھا۔ راجا نے قیامِ پاکستان کے چند ہی مہینے بعد ریاست کے مسلمانوں کی خواہش کے خلاف ریاست جمّوں وکشمیر کا بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا اعلان کر دیا۔ چونکہ ریاست جمّوں وکشمیر کی اکثریت مسلمانوں کی تھی، اِس لیے اُنھوں نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا اور راجا کی فوج کے خلاف اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ اس طرح اُنھوں نے کافی علاقہ آزاد کرالیا۔

پاکستان کے مجاہدین بھی اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے ریاست میں داخل ہوگئے۔ اِس پر بھارت کی فوج مقابلے پر آگئی۔ ابھی مقابلہ جاری تھا کہ بھارت کے وزیرِاعظم نے اقوامِ متحدہ سے کہہ کر جنگ بند کرادی۔ اس جنگ میں جو علاقے آزاد ہوگئے تھے وہاں آزاد جموں وکشمیر کی حکومت قائم ہے۔ اقوامِ متحدہ میں بھارت نے وعدہ کیا کہ ریاست جموں وکشمیر کے رہنے والوں سے رائے لی جائے گی اور اگر وہ بھارت کے ساتھ رہنا چاہیں گے تو اُنھیں بھارت کے ساتھ مِلا دیا جائے گا اور اگر پاکستان کے ساتھ رہنا چاہیں گے تو ریاست کو پاکستان کے ساتھ مِلا دیا جائے گا۔ بھارت کے اِس وعدے پر جنگ ختم ہوگئی، لیکن بھارت نے ابھی تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ بھارت کو پتا ہے کہ اگر رائے لی گئی تو کشمیری، پاکستان کے ساتھ مِلنا پسند کریں گے۔

ستمبر 1965 کی جنگ: بھارت، ریاست جموں وکشمیر میں رائے شماری سے لگاتار انکار کرتا رہا اور پاکستان کو باقی معاملات میں بھی تنگ کرنے لگا۔ کبھی دریاؤں کا پانی بند کر دیتا تو کبھی کشمیریوں پر ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیتا یہاں تک کہ 6 ستمبر 1965 کو اچانک ایک رات لاہور کی سرحد پر بھارت کی فوج نے حملہ کر دیا لیکن اُنھیں منہ کی کھانا پڑی۔ بھارتی فوج آگے نہ بڑھ



سکی ۔ لڑائی کئی جگہوں پر پھیل گئی اور پاک فوج نے بھارت کے کئی علاقے فتح کر لیے ۔ جب بھارت کو شکست ہونے لگی تو اس نے اقوام متحدہ میں جنگ بند کرانے کی درخواست کی ۔ جنگ ختم ہو گئی اور پاکستان نے بھارت کے علاقے واپس کر دیے ۔

1971 کی جنگ

1965ء کی جنگ کے بعد بھارت نے مشرقی پاکستان میں رہنے والے ہندوؤں کی مدد سے وہاں کے لوگوں کو مغربی پاکستان کے لوگوں کے خلاف بھڑکایا اور آخرکار دسمبر 1971ء میں خود بھی مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا ۔ اس سازش کا نتیجہ یہ ہُوا کہ دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہو گیا ۔

ہم سب کو فوجی تربیت حاصل کر کے دُشمن کے مقابلے کے لیے تیّار رہنا چاہیے ۔

سوالات

ا ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

1 ۔ برِّصغیر پر مُسلمانوں کی حکومت قریباً ایک ہزار سال تک رہی ۔

2 ۔ پاکستان 23 مارچ 1940ء کو قائم ہُوا ۔

3 ۔ بھارت کے ساتھ پاکستان کی تین جنگیں ہو چکی ہیں ۔

ب ۔ اپنے دادا ، ابّا جی ، والدہ صاحبہ اور اپنی تاریخ پیدائش نیچے خالی خانوں میں لکھیں ۔

میرے دادا پیدا ہوئے	میرے ابّا پیدا ہوئے	میری امّی پیدا ہوئیں	میں پیدا ہُوا

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہؓ ہمارے پیارے نبی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پہلی بیوی تھیں۔ آپؓ نے عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضرت خدیجہؓ کا خاندان بہت امیر تھا لیکن آپؓ میں بہت انکساری تھی۔ امیر ہو یا غریب آپؓ بہت عزّت سے پیش آتیں۔ آپؓ کے اخلاق شروع ہی سے اتنے پاکیزہ اور عادتیں اِتنی اچھی تھیں کہ لوگوں نے آپؓ کو طاہرہ یعنی پاک کا لقب دے رکھا تھا۔

آپؓ نے اپنے والد اور پہلے شوہر کے فوت ہونے کے بعد تجارت کے پیشے کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ آپؓ اِس تلاش میں تھیں کہ کوئی ایسا نیک، ایمان دار اور پارسا آدمی ملے جس کے ذریعے تجارت کے کاروبار میں اضافہ کیا جا سکے۔

جب حضرت خدیجہؓ کو آنحضرتؐ کی سچّائی، ایمانداری اور نیکی کا پتا چلا تو پیغام دے کر بُلایا اور مال لے جانے کو کہا۔ آپؐ راضی ہوگئے۔ آپؐ نے محنت اور دیانت داری سے کام کیا اور پہلے لوگوں سے کئی گُنا زیادہ منافع دِکھایا۔

آپؐ کی دیانت داری اور نیکی سے حضرت خدیجہؓ اِتنی متاثر ہُوئیں کہ نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ اُس وقت آنحضرتؐ کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی۔ نکاح کے پندرہ برس بعد آنحضرتؐ کو نبوّت ملی۔ یہ پندرہ سال آپؐ کے لیے بڑی سوچ بچار کے تھے۔ کئی کئی دن گھر سے باہر غارِ حرا میں تفکّر کرتے رہتے۔ کئی دفعہ بے چین ہو جاتے لیکن حضرت خدیجہؓ آپؐ کی غم گُسار تھیں۔ آپؐ کی ہر طرح سے خدمت کرتیں جس سے آپؐ کے ذہن کا کافی بوجھ ہلکا ہو جاتا۔

جب غارِ حرا میں پہلی بار وحی اُتری اور فرشتے نے بتایا کہ آپؐ دُنیا کی ہدایت کے لیے

مقرر ہوئے ہیں تو جلال سے آپؐ کا دل کانپنے لگا۔ آپؐ اسی حالت میں گھر پہنچے اور فرمایا۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ تھوڑی دیر بعد سارا ماجرا حضرت خدیجہؓ کو سُنایا اور فرمایا، "مجھے ڈر ہے۔" تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا، "گھبرائیے نہیں۔ آپؐ رشتہ داروں کے تمام حقوق ادا کرتے ہیں۔ فقیروں اور بے کسوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ مصیبت کے وقت لوگوں کا ہاتھ پکڑتے ہیں۔ خدا آپؐ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔" اس کے بعد آپؐ نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچانا شروع کر دیا۔

مکہ میں قریش کی سختیاں بڑھ گئیں تو اُس وقت بھی حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ حضورؐ نے خود ایک مرتبہ ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جب لوگوں نے جھٹلایا تو خدیجہؓ نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں۔ جب میرا کوئی بھی مددگار نہ تھا تو میری مدد کی۔" حضرت خدیجہؓ نے پچیس برس تک رسول پاکؐ کی رفاقت فرمائی۔ آپؓ نے نبوت کے دسویں برس ماہِ رمضان میں وفات پائی۔

سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں :

1 ــ حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شادی سے پہلے کن صفات کی وجہ سے مشہور تھیں؟

2 ــ حضرت خدیجہؓ نے اپنے تجارت کے کاروبار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیوں شریک کیا؟

3 ــ جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے کس طرح آپؐ کا ساتھ دیا؟

4 ــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کے بارے میں کیا فرمایا؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

I۔ حضرت خدیجہؓ کا لقب طاہرہ تھا ۔

II۔ شادی کے وقت حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر 40 سال تھی ۔

III۔ نکاح کے پندرہ برس بعد آنحضرتؐ کو نبوت ملی



حضرت فاطمۃ الزہراؑ

حضرت فاطمۃ الزہرؑا حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سب سے چھوٹی صاحب زادی تھیں. آپؑ کی پرورش آپؐ کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے بڑے پیار و محبّت سے کی۔

حضرت فاطمہؑ نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے ابّا جان کو مُشکل حالات کا مقابلہ کرتے ہُوئے دیکھا۔ جب حضورؐ نے کافروں کو اِسلام کی دعوت دی تو اُنھوں نے آپؐ کو طرح طرح کی جسمانی تکالیف دینا شروع کر دیں۔ کبھی آپؐ پر پتّھر پھینکے اور کبھی گندگی، جس راستے سے آپؐ گزرتے اُس میں گھاس اور کانٹے بچھائے جاتے اور آپؐ کے پاؤں لہُولہان ہو جاتے. ایک دن آپؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر نے آپؐ کی گردن پر اُونٹ کی اوجھڑی لاکر رکھ دی۔ باقی کافر ہنسنے لگے۔ اتنے میں حضرت فاطمہؑ کو پتا چلا تو وُہ فوراً آئیں اور آپؐ کی گردن سے اوجھڑی ہٹائی۔

حضرت فاطمۃ الزہرؑا کی شادی حضرت علی مرتضٰےؑ سے ہوئی۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی بیٹی کو بڑی سادگی سے رُخصت کیا۔ اس موقع پر حضرت فاطمہؑ کو ایک جائے نماز، ایک چکی اور چند گھریلو استعمال کی اشیا ملیں۔

حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ نے ساری عمر نہایت سادگی میں گزار دی۔ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ فرمایا "فاطمہؑ جس طرح خدا کی اعلیٰ مخلوق ہیں، اِسی طرح بہترین گھر والی بھی ہیں۔ خُدا کی عبادت اور میری رضامندی کے ساتھ ساتھ وہ گھر کی صفائی بھی ضروری سمجھتی ہیں۔"

حضرت فاطمہؑ نے اپنی اولاد کی تربیّت بڑے اچھے طریقے سے کی، جب بھی کوئی بات

سمجھانا ہوتی تو وہ قرآن کریم کی آیات سے ہی مدد لیتی تھیں۔

حضرت فاطمہؑ کو آنحضرتؐ سے بے حد پیار تھا۔ جب آپؐ رحلت سے پہلے بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہؑ آپؐ کے پاس رہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؑ کی طبیعت خراب رہنے لگی اور قریباً چھ ماہ بعد آپؑ بھی اس دُنیا سے رُخصت ہوگئیں۔

سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں :

1 ــــ حضرت فاطمہؑ بڑی ہوئیں تو آپؑ نے اپنے والد گرامی کو کس حالت میں دیکھا ؟

2 ــــ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی شادی کس سے ہوئی ؟

3 ــــ حضرت فاطمہؑ نے اپنی اولاد کی پرورش کس طریقے سے کی ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

I۔ حضرت فاطمہؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحب زادی تھیں ۔

II۔ حضرت فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی ۔

III۔ حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ نے ساری عمر نہایت سادگی میں گزار دی ۔

IV۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنی اولاد کی تربیت بڑے اچھے طریقے سے کی ۔

V۔ حضورؐ کے وصال کے ایک سال بعد حضرت فاطمہؑ بھی اس دُنیا سے رخصت ہوگئیں ۔



حضرت امام حسینؑ

حضرت امام حسینؑ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے بیٹے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِن کا نام حسینؑ رکھا۔ آنحضرتؐ کو اِن سے بہت پیار تھا۔

حضرت امام حسینؑ اسلامی لشکر کے نامور سپاہی تھے۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں بہادری کے بہت سے کارنامے سر انجام دیے۔

حضرت امام حسینؑ جذبۂ اُخوّت سے سرشار تھے۔ آپؑ مُسلمانوں میں آپس کی ناچاقی قطعاً پسند نہیں کرتے تھے۔ جب آپؑ کو پتا چلا کہ چند شرپسند حضرت عثمانؓ کو تنگ کر رہے ہیں تو آپؑ بہت پریشان ہُوئے۔ حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے ان کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے شرپسندوں کو اِن حرکتوں سے باز رہنے کے لیے کہا لیکن اُنھوں نے کسی کی بھی نہ سُنی بلکہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

حضرت علیؑ کے زمانۂ خلافت میں بھی حضرت امام حسینؑ اپنے والد کے ساتھ جنگوں میں برابر شریک ہوتے رہے اور اپنی شجاعت کے جوہر دِکھاتے رہے۔

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہؓ خلیفہ بنے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے یزید کے حق میں لوگوں سے بیعت لے لی۔ حضرت امام حسینؑ کو یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ ان کے نزدیک یزید خلیفہ بننے کا اہل نہیں تھا۔ کوفہ کے رہنے والے بھی حضرت امام حسینؑ کے ہم خیال تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرت امام حسینؑ کو خطوط کے ذریعے حمایت کا یقین دلایا۔

حضرت امام حسینؑ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ کچھ دُوسرے مُسلمان حامیوں کے ہمراہ کُوفہ

روانہ ہُوئے ۔ اِسی دوران یزید نے کوفہ والوں کو ڈرانا دھمکانا شرُوع کر دیا ۔

یزید کی فوج نے حضرت امام حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں کو راستہ میں روک لیا اور انھیں یزید کی بیعت کرنے کو کہا ، لیکن حضرت امام حسینؑ اپنے فیصلے پر ڈٹے رہے اور جہاد پر آمادہ ہوگئے ۔ یزید کی فوج نے دریائے فرات پر قبضہ کرکے پانی بند کر دیا ۔ اِن تکالیف کے باوجود حضرت امام حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایک ایک کرکے شہید ہوگئے ۔ اِس طرح اُنھوں نے نا انصافی اور ظُلم کے خلاف اپنی جان دے کر مُسلمانوں کے لیے قربانی کی ایک مثال قائم کر دی ۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب دیں :

1 ۔۔۔ حضرت امام حسینؑ کا آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّم کے ساتھ کیا رشتہ تھا ؟

2 ۔۔۔ آپؑ نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے کیا اقدامات کیے ؟

3 ۔۔۔ حضرت امام حسینؑ نے یزید کو خلیفہ ماننے سے کیوں انکار کیا ؟

4 ۔۔۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی یادگار ہر سال تمام دُنیا کے مسلمان کیوں عقیدت سے مناتے ہیں ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

I ۔ حضرت امام حسینؑ حضرت فاطمہؓ کے بیٹے تھے ۔

II ۔ حضرت امام حسینؑ اسلامی لشکر کے نامور سپاہی تھے ۔

III ۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ خلیفہ بنے ۔

IV ۔ کوفہ کے رہنے والے یزید کے خلیفہ بننے پر امام حسینؑ کے ہم خیال تھے ۔

V ۔ حضرت امیر معاویہؓ کی فوج نے حضرت امام حسینؑ اور اُن کے ساتھیوں کو راستے میں روک لیا ۔

VI ۔ حضرت امام حسینؑ نے نا انصافی اور ظلم کے خلاف قربانی کی ایک مثال قائم کردی ۔



مُحمّد بِن قاسمؒ

آپ پڑھ چُکے ہیں کہ سِندھ کے راجا داہر کو اس کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے مُحمّد بن قاسمؒ مختصر سی فوج لے کر دیبل پر حملہ آور ہُوا ۔ دیبل سِندھ کی سب سے بڑی اور مشہور بندرگاہ تھی ۔ مُحمّد بن قاسمؒ کی آمد کی خبر سُن کر دیبل کی فوج قلعہ بند ہوگئی ۔ قلعہ میں ایک بڑا مندر تھا ۔ اس کے اندر بہت سے بُت رکھّے ہوئے تھے ۔ عمارت کے اُوپر ایک بہت بڑا گُنبد تھا جس پر ایک جھنڈا لگا رہتا تھا ۔ ہندُوؤں کا یہ وہم تھا کہ جب تک جھنڈا نہیں گرتا، شہر فتح نہیں ہو سکتا ۔

مُحمّد بن قاسمؒ نے جھنڈے کے بارے میں وہاں کے لوگوں کے عقیدے کے پیشِ نظر زیادہ جوش و خروش سے حملہ کیا تاکہ جھنڈے کو گرایا جا سکے ۔ مُسلمان اپنے سامانِ جنگ کے ساتھ منجنیقیں بھی لائے ہوئے تھے ۔ منجنیق سے بڑے بڑے پتّھر دُور دُور تک



پھینکے جا سکتے تھے ۔ سب سے بڑی منجنیق کا نام "عروس" تھا ۔ اِس منجنیق سے جھنڈے پر پتّھر برسائے گئے ۔ جھنڈا ٹوٹ کر نیچے جا گِرا ۔ اِس پر راجا داہر کی فوج کے سپاہی بہت گھبرائے اور قلعے سے باہر نکل آئے ۔ اب مُسلمانوں کو کُھلے میدان میں لڑنے کا موقع مل گیا ۔ اِس لڑائی میں ہندُو فوج کو بہت نُقصان اُٹھانا پڑا ۔ مُسلمان سپاہی قلعے کی دیوار پر چڑھ کر قلعے میں داخل ہو گئے اور تین دن میں شہر فتح ہو گیا ۔

مُحمّد بن قاسمؒ نے دیبل والوں سے اچھّا سلُوک کیا ۔ مندر کو مندر ہی رہنے دیا اور پُجاریوں کو بھی کُچھ نہ کہا ۔ مندر کے پاس ہی مسجد تعمیر کی اور ثابت کر دیا کہ پُر امن طریقے سے رہنے والے غیر مُسلموں کو انھیں اپنے رنگ میں عبادت کرنے کی آزادی ہے اور مُسلمان ان کے جان و مال کی بھی حفاظت کرتے ہیں ۔ اِس کے بعد راجا داہر کے کہیں قدم نہ جمے ، اُس نے ہر محاذ پر شکست کھائی ۔ آخر کار ایک جنگ میں راجا داہر مارا گیا ۔ مُسلمان بڑھتے بڑھتے ملتان پہنچ گئے ۔ سِندھ کے ہندُو ، مُسلمانوں کا اچھّا سلُوک دیکھ کر اپنی مرضی سے مُسلمان ہونا شرُوع ہو گئے ۔ مُحمّد بن قاسمؒ آگے بڑھ کر اور علاقے فتح کرنا چاہتا تھا لیکن خلیفۂ وقت نے اسے واپس بُلا لیا ۔

سوالات

درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

1 — ہندوؤں کا وہم تھا کہ جب تک جھنڈا نہیں گرتا ، شہر فتح نہیں ہو سکتا ۔

2 — سب سے بڑی منجنیق کا نام 'عروس' تھا ۔

3 — دیبل کا شہر ایک ماہ کی لڑائی کے بعد فتح کیا ۔

4 — مُحمّد بن قاسمؒ نے فتح کے بعد تمام مندر منہدم کروا دیے ۔

5 — مسلمان بڑھتے بڑھتے لاہور تک پہنچ گئے ۔

6 — مُحمّد بن قاسمؒ آگے بڑھ کر فتح کرنا چاہتا تھا مگر خلیفۂ وقت نے اُسے واپس بُلا لیا ۔



سُلطان محمُود غزنویؒ

ہم پڑھ آئے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دَور میں اسلام بہت دُور تک پھیل گیا تھا۔
آج سے قریبًا ایک ہزار سال قبل برِّصغیر پاک و ہند کی مغربی سرحد کے قریب ایک مُسلمان بادشاہ سبکتگین کی حکومت تھی۔ جب سبکتگین فوت ہُوا تو اس کا بیٹا محمُود غزنوی تخت پر بیٹھا۔ سُلطان محمود کی سلطنت کا دارالحکومت غزنی تھا، اسی لیے سلطان محمُود کو غزنوی کہتے ہیں۔

ہندُو راجاؤں نے محمُود غزنوی کے زمانہ میں پھر چھیڑ چھاڑ شرُوع کی۔ اُس وقت تک ایک ہندُو راجا مُسلمان ہو چکا تھا۔ دُوسرے ہندو راجاؤں نے اُس نومُسلم راجا کو تنگ کرنا شرُوع کر دیا۔ سلطان محمُود غزنوی بڑا بہادر تھا۔ اُس نے ہندُو راجاؤں کو ایسی حرکتوں سے باز رکھنے کے لیے برِّصغیر پر سترہ حملے کیے۔

سلطان محمود کا آخری حملہ سب سے اہم اور مشہور ہے۔ گجرات کاٹھیا واڑ کا علاقہ دُوری کی وجہ سے بچا ہُوا تھا۔ وہاں سومنات کا ایک بہت بڑا مندر تھا جو ہندوؤں کے لیے بہت مقدّس تھا۔ محمود غزنوی نے اس مندر پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ جب ہندوؤں کو معلوم ہُوا تو اِردگرد کے راجاؤں کی فوجیں مندر کو بچانے کی غرض سے جمع ہوگئیں۔ اِس مندر میں بہت سے بُت پڑے تھے جن کی وہ پُوجا کرتے تھے۔ سب سے بڑا بُت درمیان والے کمرے کی چھت سے لٹک رہا تھا۔ ہندوؤں کی فوج نے سخت مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ مندر کے پُجاریوں نے محمُود غزنوی سے التجا کی کہ وُہ اُن کے بُت نہ توڑے۔ اس کے بدلے وہ منہ مانگی دولت دینے کو تیار ہیں مگر محمُود کُفر ختم کرنا

چاہتا تھا اِس لیے اُس نے تمام بُتوں کو توڑ دیا۔ اِس فتح کے بعد سلطان محمود غزنوی اپنے وطن واپس چلا گیا۔

سلطان محمود غزنوی بڑا پکا مسلمان اور بہادر جرنیل تھا۔ وُہ میدانِ جنگ میں بھی نماز پڑھنا نہیں بھولتا تھا۔ محمود برِصغیر میں اِسلام کی روشنی پھیلانا چاہتا تھا۔ اِس غرض سے وُہ اپنے ساتھ عُلما کو لے کر آیا جنھوں نے برِّصغیر میں رہائش اختیار کی اور یہاں کے رہنے والوں کو اِسلام کی سچّی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ اِن بزرگوں کی تعلیم و تبلیغ کی بدولت برِصغیر کے لوگ اِسلام کی روشنی سے منوّر ہُوئے۔ محمود غزنوی نے 1030ء میں وفات پائی۔

سوالات

ا۔ مختصر جواب تحریر کریں:

1 ___ محمُود غزنویؒ کہاں کا بادشاہ تھا؟

2 ___ سُلطان سبکتگین کی ہندُو راجاؤں سے کیوں لڑائی رہتی تھی؟

3 ___ سُلطان محمُود غزنویؒ نے ہندوستان پر کیوں حملے کیے؟

4 ___ محمُود غزنویؒ نے سب سے بڑا حملہ سومنات پر کیا۔ اِس حملے کی تفصیل بتائیں؟

5 ___ محمُود غزنویؒ کے حملوں سے یہاں کے رہنے والوں کو سب سے بڑا کیا فائدہ حاصل ہُوا؟

ب۔ درست بیانات کے آگے ✓ کا نشان لگائیں۔

I۔ سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا دارالحکومت لاہور تھا۔

II۔ سلطان محمود غزنوی سبکتگین کا بیٹا تھا۔

III۔ سلطان محمود غزنوی نے برّصغیر پر بیس حملے کیے۔

IV۔ سلطان محمود غزنوی برّصغیر میں تمام ہندوؤں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔

V۔ سلطان محمود غزنوی نے 1130 میں وفات پائی۔



احمد شاہ ابدالی

احمد شاہ ابدالی افغانستان کا بادشاہ تھا۔ وہ ایک نڈر اور بہادر سپاہی تھا۔ اُس کے دِل میں اِسلامی بھائی چارے کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا تھا۔ اُسے دہلی میں مُغل شہزادوں کی خانہ جنگی پسند نہیں تھی کیونکہ اِس کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے ہندوؤں نے دہلی پر اپنا اثر و رُسوخ پیدا کر لیا تھا۔ ایسی حالت میں جب شاہ ولی اللہؒ نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا تو وُہ اپنا لشکر لے کر دہلی پہنچا۔ ہندوؤں کو عبرت ناک شکست ہُوئی مگر مُغل شہزادے اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انگریزوں نے 1857ء میں مُغلوں کو شکست دے کر برّصغیر پر قبضہ کر لیا۔

سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں :

1۔ احمد شاہ ابدالی لشکر لے کر دہلی کیوں آیا ؟

2۔ انگریزوں نے کس کو شکست دے کر برِّصغیر پر قبضہ کر لیا۔

ب ۔ درست بیان کے سامنے ✓ کا نشان لگائیں ۔

I- احمد شاہ ابدالی ایران کا بادشاہ تھا ۔

II- مغل شہزادوں کی کمزوری کا فائدہ مرہٹوں نے اُٹھایا ۔

III- سرسیّد احمد خاں نے احمد شاہ ابدالی کو دہلی پر حملہ کرنے کا خط لکھا ۔

IV- انگریزوں نے 1840 میں مُغلوں کو شکست دے کر برّصغیر پر قبضہ کر لیا ۔



شاہ ولی اللہؒ

سلطان محمود غزنوی کے بعد سات آٹھ سو سال تک برِصغیر پاک و ہند میں مُسلمانوں کی حکومت قائم رہی ۔ مُسلمانوں نے تمام علاقوں میں امن و امان قائم کیا لیکن جُوں جُوں وقت گزرتا گیا مُسلمان کاہل اور سُست ہوتے گئے ۔ خاندان مُغلیہ کے بادشاہ اورنگ زیب کے بعد تو مُسلمانوں کی حالت بہت خراب ہوگئی ۔ مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے ہندوؤں اور سِکھوں نے طاقت بڑھانا شروع کر دی ۔

بعض عُلما کو اس بات کا بہت دُکھ ہُوا ۔ اُن عُلما میں شاہ ولی اللہؒ پیش پیش تھے ۔ آپ 1703ء میں پیدا ہُوئے ۔ آپ کے والد شاہ عبدالرحیم ایک بہت بڑے عالم تھے ۔ آپ نے چھوٹی عمر ہی میں قرآنِ مجید حِفظ کیا اور دُوسرے علُوم پر دسترس حاصل کی ۔ آپ نے مُسلمانوں کو ہر اُس کام سے روکنے کی کوشش کی جو اِسلام میں جائز نہیں تھا ۔

مرہٹے مُسلمانوں کو تنگ کرنے لگے تو اُنھوں نے مرہٹوں کی طاقت کو کُچلنے اور برِصغیر کے مُسلمانوں کی مدد کے لیے احمد شاہ ابدالی کو برِصغیر پر حملہ کرنے کی دعوت دی ۔ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کو شکستِ فاش دِی اور ان کا زور توڑ دیا ۔ اِس جنگ کے کچھ ہی عرصہ بعد 1762ء میں شاہ ولی اللہ فوت ہو گئے ۔

سوالات

مختصر جواب دیں :

1 ـــ مُسلمانوں کے زوال کے اہم اسباب کیا تھے ؟

2 ـــ شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کی کیسے خدمت کی ؟



سیّد جمال الدّین افغانیؒ

مُسلمانوں نے آہستہ آہستہ اپنے پیارے نبی مُحمّد رسُول اللہ صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کی اچھّی اچھّی باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ بجائے اِس کے کہ اکٹھّے ہو کر کافروں کا مقابلہ کرتے آپس میں ہی لڑنے جھگڑنے لگے۔ اِس کس مپرسی کے عالم میں جمال الدّین افغانیؒ نے مُسلمانوں کی رہنمائی کا بیڑہ اُٹھایا۔

سیّد جمال الدّین افغانیؒ 1838ء میں افغانستان میں پیدا ہوئے۔ افغانستان کے شہر کابل میں تعلیم حاصل کی۔ 1858ء میں آپ نے حج کیا۔ آپ کچھ عرصہ بعد افغانستان کو چھوڑ کر برِّصغیر پاک و ہند ہوتے ہوئے مِصر پہنچ گئے۔ آپ مِصر میں جامعۃ الازہر میں طالب علموں کو پڑھانے لگے۔ آپ نے حکومت کی خرابیوں کی نشاندہی کرنی شروع کی اور انگریزوں کی چالوں اور اِرادوں کو بے نقاب کیا مگر انگریزوں نے سازش کر کے آپ کو مصر سے نکلوا دیا۔

آپ مصر سے تُرکی پہنچے۔ آپ نے تُرکی میں بھی نوجوانوں کی ایک جماعت تیّار کی جو حکومت کی خرابیوں کو دُور کرنے اور بیرونی طاقتوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گئی۔

آپ ایران گئے تو وہاں بھی اپنا مِشن جاری رکھّا۔ آپ نے مُسلمانوں کو متحد ہو کر غیر مُلکیوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی طرف توجّہ دلائی۔

سوالات

1 ــــ جمال الدّین افغانی کب اور کہاں پیدا ہُوئے ؟

2 ــــ آپ نے تعلیم کہاں سے حاصل کی ؟

3 ــــ آپ نے حج کب ادا کیا ؟

4 ــــ آپ نے ترکی اور ایران میں کیا خدمات سرانجام دیں ؟



سرسیّد احمد خان

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ شاہ ولی اللہؒ اور احمد شاہ ابدالی کی کوششوں کے باوجود مُسلمان اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے اور 1857ء میں انگریزوں نے مُغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو شکست دے کر برِّصغیر پر قبضہ کر لیا۔

1857ء کی جنگ کے بعد مُسلمان بہت بد دِل ہو گئے تھے۔ اُدھر انگریزوں نے ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کر کے مُسلمانوں کی ترقّی کی تمام راہیں بند کر دی تھیں۔ مُسلمانوں کو نہ ملازمتیں دی جاتی تھیں اور نہ اُنھیں کاروبار کرنے کی سہُولتیں میسّر تھیں۔ ایسے حالات میں سرسیّد احمد خاں نے مُسلمان قوم کی مدد کرنے کی ٹھانی۔

سرسیّد احمد خان نے انگریزوں سے کہا کہ مُسلمانوں کو بھی ترقّی کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ مُسلمانوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے ملازمتیں دی جائیں اور انھیں کاروبار کرنے کی سہُولتیں مُہیّا کی جائیں۔

ادھر سرسیّد نے مُسلمانوں کو ترغیب دلائی کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ نئے علوم سیکھیں۔ اِس مقصد کے لیے اُنھوں نے علی گڑھ میں 1875ء میں ایک سکول قائم کیا۔ دو سال بعد سکول کی جگہ کالج نے لے لی جو بعد میں مُسلمانوں کی بہت بڑی یونیورسٹی بن گیا۔ اِس یونیورسٹی میں برِّصغیر کے بہت سے مُسلمان طالبِ عِلم داخل ہُوئے جنھوں نے جدید عُلُوم میں دسترس حاصل کی۔ تعلیم کو ترقّی کا ذریعہ بنا کر سرسیّد احمد خاں نے مُسلمانوں کو جہالت کے گڑھے سے نکالا۔

سرسیّد احمد خاں نے ہندوؤں کی بدنیّتی کو بھی بھانپ لیا تھا۔ اُنھوں نے مُسلمانوں

پر واضح کر دیا کہ ہندو مسلمانوں کے کبھی بھی دوست نہیں بن سکتے۔ بعد میں آپ کی بات صحیح ثابت ہوئی۔ ہندوؤں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ الگ قوم ہیں اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو آمادہ کیا کہ وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ اور قائدِاعظم محمد علی جناحؒ نے سرسید احمد خاں کی کوششوں کو مکمل کیا اور مسلمانوں کے لیے علٰحدہ ملک پاکستان حاصل کیا۔

سوالات

ا۔ مختصر جواب تحریر کریں:

1 — 1857ء کی جنگ کا مسلمانوں کے دلوں پر کیا اثر ہوا؟

2 — 1857ء کی جنگ کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کو کیا کیا تکالیف پہنچائیں؟

3 — سرسید احمد خان نے مسلمانوں کی کس طرح خدمت کی؟

4 — سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے بارے میں کیا کہا؟

5 — علی گڑھ یونیورسٹی نے مسلمانوں کی کیا خدمات سرانجام دیں؟

ب۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں۔

I۔ انگریزوں نے 1857 میں برصغیر پر قبضہ کیا۔

II۔ 1857 کے بعد مسلمانوں کو ملازمتیں نہ ملتی تھیں۔

III۔ سرسید احمد خانؒ نے مسلمانوں کو ترغیب دلائی کہ وہ

(1) تعلیم حاصل کریں (2) نئے علوم سیکھیں (3) سیاست میں حصہ لیں

IV۔ ہندوؤں کے عمل نے ثابت کر دیا کہ وہ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔



مولانا عبیدُاللہ سِندھی

مولانا عبیداللہ سِندھی 1872ء میں سیالکوٹ کے گاؤں چیانوالی کے ایک سِکھ گھرانے میں پیدا ہُوئے ۔ سکول میں آپ کو اِسلامی کتابیں پڑھنے کا موقع ملا ۔ آپ کو اِسلام کی سچّائی کا یقین ہوگیا اور آپ 1887ء میں مُسلمان ہوگئے ۔ آپ مزید اِسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سندھ گئے ۔ یہاں آپ نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا اور بعد ازاں یہیں آباد ہوگئے ۔

مولانا سِندھی نے اِسلام کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ۔ آپ کئی ممالک میں گئے ۔ وہاں تبلیغ کا کام بھی کرتے اور مزید علوم بھی سیکھتے ۔ آپ کو جہاد کا بہت شوق تھا ۔ انگریزوں کے خلاف ہمیشہ سرگرم عمل رہے ۔ اِس سلسلے میں آپ 27 سال وطن سے باہر رہے جہاں آپ کو بہت سی تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں ۔ آپ شاہ ولی اللہ کی تعلیمات سے بے حد متأثر تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ آخری عمر میں وطن واپس لوٹے تو آپ نے اپنی زندگی کا باقی وقت شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں گزارا ۔

سوالات

مختصر جواب دیں ۔

1 ۔ مولانا عبیداللہ سندھی کہاں اور کس سَن میں پیدا ہُوئے ؟

2 ۔ آپ نے تعلیم کہاں کہاں سے حاصل کی ؟

3 ۔ آپ نے اِسلام کی کیسے خدمت کی ؟



علّامہ محمّد اقبالؒ

علّامہ محمّد اقبالؒ بچّوں کے بھی شاعر تھے اور مسلمان قوم کے بہت بڑے مفکّر تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ ساری دُنیا کے مسلمان متحد ہو جائیں اور مل کر اپنے مخالفوں کا مقابلہ کریں۔ یہ اِتّحاد اور ترقّی اس صُورت میں ہی ممکن ہے کہ مسلمان آنحضرت صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسلّم کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔ آپ نے مُسلمانوں کو اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونے کو کہا۔

آپ نے بہت سی نظمیں نوجوانوں کے لیے لکھیں جن میں محنت و لگن سے کام کرنے اور ملّتِ اسلامیہ کے سپاہی بننے کا سبق دیا۔ اُنھوں نے برِّصغیر کے مُسلمانوں کو ایک اِسلامی مملکت بنانے کی ترغیب دی۔

علّامہ اقبالؒ نے قیامِ پاکستان سے قبل 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی۔ آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کے بڑے دروازے کے بائیں جانب دفن کیا گیا۔

سوالات

درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں۔

1۔ علّامہ اقبالؒ بچّوں کے شاعر بھی ہیں۔

2۔ مسلمان قوم اپنے مخالفوں کا مقابلہ صرف متحد ہو کر ہی کر سکتی ہے۔

3۔ علّامہ اقبالؒ نے بہت سی نظمیں بوڑھوں کے لیے لکھیں تاکہ وہ ملّتِ اسلامیہ کے سپاہی بنیں۔

4۔ علّامہ اقبالؒ نے دنیائے عرب کے مسلمانوں کو ایک اسلامی مملکت بنانے کی ترغیب دی۔

5۔ علّامہ اقبالؒ قیامِ پاکستان کے بعد فوت ہوئے۔



قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قائدِ اعظم محمّد علی جناحؒ کی کوششوں سے دُنیا کی سب سے بڑی اِسلامی مملکت پاکستان 14، اگست 1947ء کو وجود میں آئی۔

آپ جس وقت بھی پاکستان کا نام لیتے آپ کا چہرہ دَمک اُٹھتا۔ ہونٹوں پر فخر آمیز تبسّم کھیلنے لگتا۔ جب آپ بیمار ہُوئے اور کوئٹہ تشریف لے گئے تو ایک مجلس میں فخریہ انداز میں فرمایا۔" پاکستان کو خُدا نے ہر چیز دے رکھّی ہے۔ زراعت کے وسیع وسائل، معاشی ترقّی کے روشن امکانات، مُلک کو صنعتی بنانے کے ذرائع، ہر چیز پاکستان میں موجُود ہے۔ قدُرت کی فیّاضی نے اِس مُلک کو دولت سے مالا مال کر رکھّا ہے، لیکن ضُرورت محنت، خلوص اور دیانت داری کی ہے۔ اگر پاکستانیوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں اور اِنشاء اللہ میری قوم میں یہ اوصاف پیدا ہو کر رہیں گے۔ مَیں مُسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہُوا۔ اِسلام کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ پاکستانی اب آزاد قوم ہیں، اُنھیں آزاد قوم کی طرح مُلک کی تعمیر میں حِصّہ لینا چاہیے۔ جب بھی مُسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا تو اِس کے عظیم مملکت بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔"

قائدِ اعظمؒ کو طلبہ سے بے حد محبّت تھی۔ وہ مُلک کی تعمیر و ترقّی کے لیے اِن پر بھروسہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔" پاکستان کو اپنے جوانوں اور خاص طور پر طلبہ پر فخر ہے جو آزمائش اور ضرورت کے وقت ہمیشہ سب سے آگے رہے ہیں۔"

پاکستان مُسلمانوں کی متحدہ کوششوں سے بنا تھا۔ آپ کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی

کہ یہ اتحاد ہمیشہ قائم رہے ۔ آپ کو پنجابی ، پٹھان ، سندھی یا بلوچی کہلانے سے چڑ تھی ۔ آپ سب کو یک جان دیکھنا چاہتے تھے ۔ آپ سب کو مُسلمان اور پاکستانی دیکھنا چاہتے تھے ۔ آپ نے مارچ 1948ء میں ایک موقع پر فرمایا ۔" ہم مُسلمان ہیں ۔ ایک خُدا ، ایک رسُول اور ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں ۔ پس یہ لازمی ہے کہ ہم مِلّت کی حیثیّت میں بھی ایک ہوں "۔

قائدِ اعظمؒ نے پاکستان بننے کے بعد بھی دن رات کام کیا ۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے آپ کی صحت خراب ہو گئی لیکن بیماری بھی آپ کے حوصلے اور عزم و ہمّت کو شکست نہ دے سکی۔ آپ آخری دم تک کام کرتے رہے ۔ آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی ۔ آپ کو کراچی میں دفن کیا گیا ۔ اس جگہ اب ایک خوب صُورت اور عظیم مقبرہ بنایا گیا ہے ۔

سوالات

ا ۔ مختصر جواب تحریر کریں :

1 ــــ پاکستان بننے کے وقت ہمیں کیا کیا تکلیف اُٹھانی پڑیں ؟

2 ــــ قائدِ اعظمؒ نے پاکستان کی ترقّی کے لیے کیا فرمایا ؟

3 ــــ آپ نے طلبہ کے لیے کیا پیغام دیا ؟

4 ــــ آپ نے پاکستان کے لوگوں میں بھائی چارہ پیدا کرنے کے لیے کیا کہا ؟

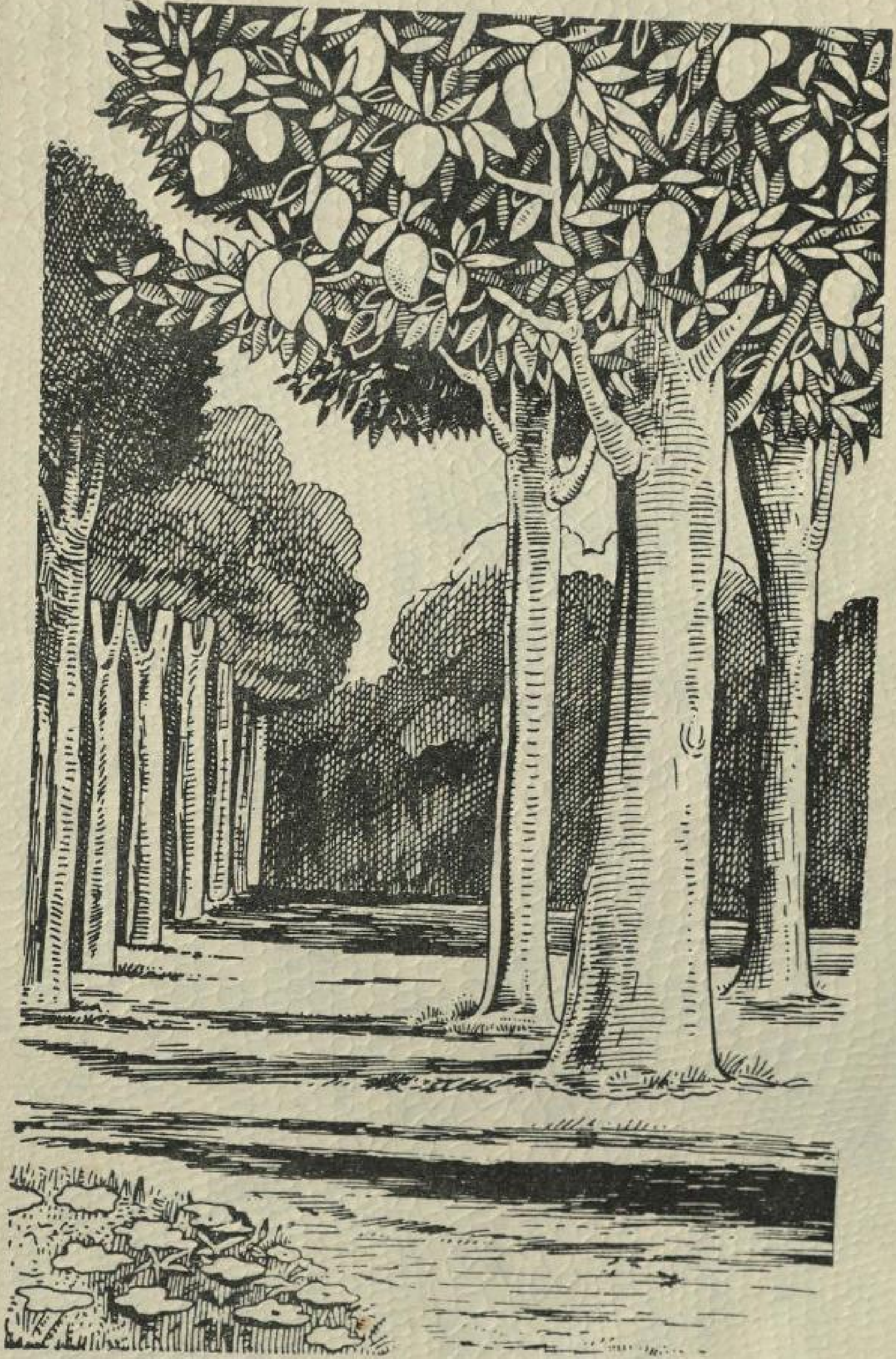
5 ــــ آپؒ کب فوت ہُوئے اور کہاں دفن ہُوئے ؟

ب ۔ درست بیان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں ۔

I ۔ قائدِ اعظمؒ کو طلبہ سے بے حد محبّت تھی ۔

II ۔ پاکستان ہندوؤں کی متحدہ کوششوں سے بنا ۔

III ۔ قائدِ اعظمؒ کو پنجابی ، پٹھان ، سندھی یا بلوچی کہلانے سے چڑ تھی ۔



درخت لگانا سنّت ہے   اللہ کی یہ نعمت ہے

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور
منظور کردہ : قومی ریویو کمیٹی ، وفاقی وزارتِ تعلیم ، حکومتِ پاکستا
قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب کی تصحیح کردہ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد — کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان — ارضِ پاکستان!
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام — قوّتِ اخوّتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت — پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال — رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال — جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال









سیریل نمبر 21108

تاریخ اشاعت	ایڈیشن تجرباتی	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 1989	اوّل	دوم	112,000	8.25

ناشر : کتب خانہ انجمن حمایتِ اسلام ، لاہور



